یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۷ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

ج ۸ ن ۲

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ربیع الاول ۱۳۳۱ھ
فروری ۱۹۱۳ء

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد

Digitized by Khilafat Library

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے عہ غیر ممالک سے عہ

خاکسار سید فیروز شاہ کاتب

تمام خط و کتابت بنام مینیجر

قیمت فی پرچہ حال

باہتمام مینیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر چوہدری عبد السلام پبلشر کے حکم سے مینیجر تشحیذ نے قادیان سے شایع کیا

مجموعہ الہامات حضرت اقدس علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جسقدر خدا کی وحی از
یوم البعثت تا یوم الوصال نازل ہوئی۔ اور جتنے کشوف و رؤیا
آپکو ہوئے وہ مع مختصر تشریحات و تاریخ نزول بترتیب تین حصص
میں جمع کئے گئے ہیں۔ البشریٰ حصہ اول قیمت ۴؍۱
" " دوم صفحہ ۱۵۰ " عہ؍
مکاشفات .... " ۴؍
مگر تینوں کا سٹ صرف عہ؍ میں دیا جائیگا اور صرف حصہ دوم
بھی عہ؍ میں بہت جلد منگوائیے ایسا نہ ہو کہ طبع ثانی کا انتظار
کرنا پڑے ۔ ملنے کا پتہ "مینیجر تشحیذ قادیان" ضلع گورداسپور پنجاب

ادعیۃ القرآن قرآن مجید کی تمام دعاؤں کا نثر و نظم ترجمہ قیمت ۲؍

مکتوبات احمدیہ حصہ دوم { حضرت اقدس کے مکتوبات غیر مسلموں کے نام } قیمت ۸؍

الیس اللہ بکافٍ عبدہ ۔ حضرت اقدسؑ کا پہلا الہام رنگین قطعے کی صورت میں چھاپا گیا ہے قیمت ۱؍ ملنے کا پتہ ۔ اللہ بخش مستری انوار احمدیہ مشین پریس قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ فروری ۱۹۱۴ء

مسیح موعودؑ نے مردے زندہ کئے؟

باوجود قرآن مجید کی روشن تعلیم کے جیسا کہ آیات مفصلہ ذیل سے ظاہر ہے۔ خدا جانے مسلمانوں میں یہ خیال کس طرح پھیل گیا کہ جو مر جاتے ہیں۔ وہ دوبارہ دنیا میں آتے ہیں۔ کیا انکو علم نہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے وعدوں میں سچا ہے۔ جب وہ فرما چکا کہ مردے اس دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے تو پھر یہ کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ کسی پیغمبر نے مردے زندہ کئے ہیں بہرحال وہ آیات یہ ہیں۔ جن سے عدم رجوع موتیٰ فی الدنیا کا ثبوت اظہر من الشمس ہے۔

۱۔ ثم انکم بعد ذٰلک لمیتون۔ ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون (پھر اسکے بعد تم مروگے پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤگے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا قانون بتادیا کہ مرنیکے بعد بعثت قیامت کے دن ہی ہوگی۔ اس سے پہلے ہرگز نہیں۔

۲۔ حتیٰ اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انہا کلمۃ ھو قائلہا ومن ورائہم برزخ الیٰ یوم یبعثون (یہانتک کہ

جب ان میں سے کسی کی موت آ گئی تو اس نے کہا مجھے واپس لوٹاؤ۔ تاکہ میں جو کچھ چھوڑ آیا ہوں۔ اس بارے میں نیک عمل کروں ہرگز نہیں یہ تو کہنے کی بات ہے۔ اور قیامت تک انکے آگے ایک اوٹ ہے) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ بعد الموت دنیا کی طرف رجوع کا صرف خیال ہی خیال ہے۔

۳۔ پھر میت یا کافر کی ہوتی ہے یا مومن کی کافر دوزخ میں جاتا ہے۔ اور مومن بہشت میں اور دوزخی یا بہشتی زندگی موت کے بعد فوراً شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس دوزخ یا بہشت سے نکال کر دنیا میں کبھی نہیں لایا جائیگا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ا۔ وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرء منھم کما تبرؤا منا کذٰلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم وما ھم بخارجین من النار۔ یہ دوزخی لوگ کہینگے کہ اگر ایکبار ہم لوٹ کر جا سکیں۔ تو ہم بھی ان معبودان باطلہ سے ایسی ہی بیزاری ظاہر کریں جیسی وہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح انکے کام ان پر حسرت کر کے دکھائے جائینگے مگر وہ آگ سے نہیں نکلینگے جس سے ثابت ہوا کہ دوزخ سے نکلکر دنیا میں کوئی نہیں آ سکتا۔

(ب) لا یمسھم فیھا نصب وما ھم منھا بمخرجین۔ بہشتیوں کو بہشت میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اور نہ وہ اس سے نکالے جائینگے۔ دوسرے مقام پر یریدون ان یخرجوا اس سے ثابت ہوا کہ بہشتی بھی دار السلام سے دار المحن میں نہیں لائے جائینگے۔

باوجود ان آیات بینات کے پھر یہ عقیدہ فاسدہ کہ مردے لوٹکر دنیا میں آ سکتے ہیں مومنانہ شان سے بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فیمسک التی قضی علیھا الموت کہکر فیصلہ کر دیا ہے کہ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا۔ اللہ موت کے وقت جو روح قبض کرتا ہے تو جس پر موت کا فتوے صادر ہوتا ہے۔ اسکی روح کو روکے رکھتا ہے۔ اور واپس صرف اسی روح کو بھیجتا ہے جس پر نیند طاری ہوتی ہے ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمّی۔ پھر جو مرے ہیں وہ کیونکر زندہ ہو کر اس دنیا میں آ سکتے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کو قرآن

مجید میں بیان فرمادیا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً۔ اور تو اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائیگا ہرگز نہیں پائیگا۔ وہ تو بار بار اپنے قرآن مجید میں فرماتا ہے وحرام علیٰ قریۃ اھلکنھا انہم لا یرجعون۔ جس بستی کو ہمنے ہلاک کردیا۔ اسپر لازم ہو کہ اسکے اہل دُنیا کی طرف نہ لوٹینگے۔ یہ بھی خیال کرنا کہ ہلاکت کا لفظ صرف کفار کے لئے ہے۔ حتیٰ اذا ھلک قلتم لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولاً حضرت یوسف کے حق میں آیا ہے۔ اور ان امرءٌ ھلک لیس لہٗ ولد مومن کے لئے ہے کیونکہ مومنوں کی ترکہ کی تقسیم کا ذکر ہے۔ پھر فرماتا ہے الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انہم الیھم لا یرجعون۔ کیا نہیں دیکھتے۔ اس سے پہلے کتنے لوگ ہلاک کئے۔ اور بالتحقیق انکے پاس لوٹکر نہیں آئے نہ آتے ہیں نہ آینگے پھر فرمایا۔ فلا یستطیعون توصیۃً ولآ اِلیٰ اھلھم یرجعون۔ نہ تو وصیت کرسکے۔ اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹینگے۔ پھر یہ عقیدہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ بعض مُردے اسی دُنیا میں زندہ ہوجاتے ہیں۔ احادیث سے بھی ایسا ثابت ہوتا ہے چنانچہ ترمذی میں ایک حدیث ہے۔ رسول اللہ صلعم نے جابر کے باپ کا حال بیان کیا۔ کہ اسنے بحضور رب العزۃ بیان کیا کہ مجھے زندگی عطا فرمائیے کہ میں پھر شہید ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ میں حکم دے چکا ہوں کہ مرے ہوئے واپس نہیں کئے جاتے۔ قال الرب تبارک وتعالیٰ انہ قد سبق منی انہم لا یرجعون۔ پھر روایات میں یہ بھی آیا۔ کہ کسی کا جوان بیٹا حضور نبی کریم صلعم میں زندہ کرنیکے لئے پیش کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اسے لیجا کر دفن کردو۔ مُردے دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے۔

باقی رہی یہ بات کہ پھر حضرت مسیح کے لئے قرآن مجید میں احی الموتیٰ باذن اللہ آیا ہے سو اسکو دوسرے مقام پر واذ تخرج الموتیٰ باذنی سے صاف کردیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ صفت احیاء خاصہ باریتعالےٰ ہے۔ وہ کسی مخلوق میں کسی طور سے بھی نہیں پائی جاتی۔ ورنہ شرک باری لازم آئیگا۔ ولنعم ما قیل ؎

مسیح کوئی خدا نہیں تھا جو مردے قبروں سے زندہ کرتا

شریک باری بنانہ ظالم خدا خدا کر۔ خدا خدا کر

اس مضمون کی قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں۔ از انجملہ ایک یہ کہ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ ھل من شرکائکم من یفعل من ذٰلکم من شیءٍ سبحٰنہ و تعالیٰ عما یشرکون۔ اللہ ہی ہے (اور ایسا کوئی نہیں) جس نے تمہیں پیدا کیا۔ رزق دیا۔ پھر تمہیں مارے گا۔ پھر تمہیں جلائے گا۔ کیا کوئی تمہارے معبودوں میں سے ہے۔ جو ان میں سے ایک بات بھی کر سکے۔ وہ اللہ ایسے شرکاء سے پاک ہے اور برتر ہے اس سے جسے یہ شریک بناتے ہیں یہ آیت حجت ہے ان لوگوں پر جو مسیح کو مردے زندہ کرنیوالا کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مخلوقات میں سے ایسا کوئی نہیں۔ پھر ایک یہ کہ ایک کافر کہتا ہے انا احی و امیت تو اسے جواب ملتا ہے ربی الذی یحیی و یمیت (میرا رب ہی ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے) یہ اسلئے کہ حیوۃ و ممات کا مالک وہی ہے۔ جیسا کہ سورہ الفرقان میں ان لوگوں کے بارے میں جنہیں لوگوں نے معبود ٹھہرا رکھا ہے فرمایا لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضرًا ولا نفعًا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورًا۔ وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ وہ تو خود مخلوق ہیں۔ وہ اپنے ضرر و نفع کے بھی مالک نہیں کسی کو کیا ضرر اور نفع پہنچا سکتے ہیں وہ موت حیات اور مرنیکے بعد جی اٹھنے کا اختیار نہیں رکھتے پھر اللہ یحییکم ثم یمیتکم اور انہ ھو یحی الموتیٰ فرما کر تو بالکل فیصلہ ہی کر دیا۔ کہ مردوں کو صرف اللہ ہی زندہ کریگا۔ اور وہ بھی قیامت کے دن اس دنیا میں مردوں کو واپس لانا اللہ کی سنت نہیں۔ چنانچہ سورہ دخان میں کفار کے اس سوال کا ذکر ہے۔ جو مر کر پھر زندہ ہونے کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں۔ ان ھی الا موتتنا الاولیٰ وما نحن بمنشرین۔ فأتوا بابآئنا ان کنتم صٰدقین۔ قیامت وغیرہ کچھ بھی نہیں صرف ایکدفعہ مرنا ہے (اور مر کر مٹی ہو جانا) پھر زندہ ہونا کوئی نہیں۔ بس اے محمد اگر تم سچے ہو۔ تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ۔ قرآن مجید نے اسکے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ حضرت عیسےٰ جو مردے زندہ کر کے دکھاتے رہے۔ اور نہ رسول کریم نے انکے باپ دادا کو زندہ

کر کے دکھایا اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ سنت اللہ کے خلاف تھا کہ مردہ زندہ ہو کر اس دُنیا میں واپس آئیں۔ پس انہیں زمین و آسمان کی پیدائش کی طرف متوجہ کیا کہ تم اس نظام عالم پر غور کرو۔ اس سے ظاہر ہو جائیگا کہ ما خلقنھما الا بالحق کہ جب ہم نے انہیں حق و حکمت کے ساتھ بنایا ہے تو ضرور ہے کہ اس دنیا کے بعد اور دنیا ہو اور وہاں آدمی اپنے اعمال کی جزا پائے۔

اب یہ بات پایۂ ثبوت پہنچ جانے پر کہ مردے دنیا میں زندہ ہو کر نہیں آتے ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ پھر موتٰی سے کیا مراد ہے۔ اور اس احیاء سے کیا مطلب ہے۔ جو نبیوں کے لئے فرمایا سو یہ بات صرف ان دو آیات سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

(۱) او من کان میتا فاحیینٰہ وجعلنا لہ نورًا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمت لیس بخارج منھا کیا وہ جو مردہ تھا۔ اور ہمنے اسے زندہ کر دیا۔ اور اسکے لئے نور بنایا جس کے ذریعے وہ لوگوں میں چلتا ہے۔ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جسکا حال یہ ہے۔ کہ وہ اندھیروں میں ہے۔ اور ان سے نکلنے کی راہ نہیں پاتا۔ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہاں مردہ سے مراد کافر یا غافل انسان ہے اور زندگی سے مراد روحانی زندگی جو اسلام کے سبب حاصل ہوئی گویا قرآنی اصطلاح میں موتٰی کا اطلاق کفار پر بھی ہوتا ہے۔ جو بقید حیات دنیا میں موجود ہوں۔ جیسے کہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ انما یستجیب الذین یسمعون والموتٰی یبعثھم اللہ ثم الیہ یرجعون۔ یہ لوگ تو مردے ہیں تمہاری بات کیسی مانیں بات وہی مانتے ہیں جو سنتے ہیں (ترجمہ مرزا حیرت) اور موتٰی کو اللہ اٹھائیگا یعنی ان کفار میں سے بھی کئی مسلمان ہونگے پھر اللہ کی طرف لوٹائے جائینگے۔ مدارک التنزیل میں ہے والموتٰی۔ لے کفار (موتی سے مراد کفار ہے) پھر فرمایا۔ فانک لا تسمع الموتٰی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین (الروم) تو مردوں کو نہیں سنا سکتا نہ بہروں کو اپنی پکار جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے جائیں۔ ولوا مدبرین نے بتا دیا کہ وہ مردے ایسے ہیں۔ جو چل پھر سکتے ہیں۔ مدارک میں ہے اے موتی القلوب او ھو لاء فی حکم الموتٰی فلا تطمع ان یقبلوا منک (یعنی اس سے مراد دل کے مردے ہیں۔ اور

وہ زندہ مردوں کے حکم میں ہیں) پھر فرمایا۔ ان اللہ یسمع من یشآء وما انت بمسمع من فی القبور۔ اللہ جسکو چاہے سناوے۔ اور تم ان کافروں کو جو مثل مردوں کے قبروں میں ہیں نہیں سنا سکتے (ترجمہ مرزا حیرت) مدارک میں بھی ایسا ہی لکھا ہے چنانچہ اس میں ہے یعنی انہ قد علم من یدخل فی الاسلام ممن لا یدخل فیہ × × × شبہ الکفار بالموتی حیث لا ینتفعون بمسموعھم (عدم انتفاع کیوجہ سے کفار کو موتی کہا) دیکھئے ان تینوں آیات میں کافروں کو مردہ اور قبروں میں مدفون فرمایا گیا ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ قرآن مجید کی اصطلاح میں موتی کا اطلاق کفار پر بھی ہوتا ہے۔ اور پہلی آیت سے یہ واضح ہے کہ ان کفار کو ایمان سے بہرہ اندوز کرنیکو احیاء فرمایا۔ اور اس روحانیت سے متمتع کرنیکا نام زندہ کرنا ہے۔ جیسا کہ حکم ہوتا ہے۔ استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ اللہ اور اسکے رسول کا کہا مان لو۔ جب وہ تمہیں زندہ کرنیکے لئے بلائے۔ جب تمام نبیوں کے سردار کے حق میں احیاء کے آنے پر اسکے معنے روحانیت سے بہرہ اندوز کرنا ہے تو کیا وجہ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں اس لفظ کے یہی معنے نہ لئے جاویں۔

دوم۔ موتی کا اطلاق ان قریب المرگ یا ہوش و حواس کھو دینے والے بیماروں پر بھی ہوتا ہے جن پر انسانی عقل و فہم موت کا فتوے دیدے۔ اور اسکا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے۔ فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون۔ اور تم پر بھی بجلی پڑی۔ اور تم دیکھ رہے تھے ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون۔ پھر ہمنے تمہیں موت یعنی بجلی کی بیہوشی کے بعد اٹھایا۔ تاکہ تم شکر کرو۔ اور حضرت مریم عرض کرتی ہیں۔ یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا۔ موت کی دعا منع ہے اسلئے مریم نے جناب باری میں کہا کہ کاش میں اس سے پہلے بے حس ہوگئی ہوتی ہر دو معنی صحیح ہیں۔ اور دونوں معنوں کے رو سے مسیح موعود نے مردے زندے کئے۔ دین سے بے خبر لوگوں کو دین سے آگاہ کیا۔ ان میں روحانی زندگی پیدا کی ؎

زندگی بخش جام احمدؐ ہے ❊ کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے

اور یوں بھی کئی قریب المرگ جن پر اعلیٰ سے اعلیٰ طبیبوں نے موت کا فتویٰ دیا۔ آپکی توجہ سے زندہ ہوئے۔ اور آپنے اس معجزے کو مخالفوں کے سامنے بڑی تحدی سے پیش کیا۔ چنانچہ ۱۹۰۷ء میں یہ اشتہار آپکے حکم سے دیا گیا۔

آپ کے لئے ایک ہی طریق کھلا ہے اور وہ یہ کہ اگر آپ اسکو حکم نہیں سمجھتے تو اب آپکا فرض ہے کہ جو لوگ آپ لوگوں میں سے ملہم کہلاتے ہیں جیسے طائفہ غزنویاں امرتسر اور انکے بعض داماد اور ایسا ہی اور علماء جو اپنے تئیں متقی اور صالح اور نیکبخت اور مشائخ جانتے ہیں۔ وہ اس تفرقہ کے دور کرنیکے لئے میدان میں آویں۔ اور چند بیمار یا مصیبت زدہ باتفاق فریقین منتخب ہو کر بطور قرعہ اندازی انکو اس طرح پر تقسیم کرلیں۔ کہ نصف ان میں سے ہمارے امام الوقت کے حصے میں آویں۔ اور نصف اُن میں سے آپ لوگوں کے حصے میں آویں۔ اور اسی جلسہ میں فریقین دعا کریں کہ یا الٰہی ان دونوں گروہوں میں سے جو سچا ہے۔ اسکی دعا کی قبولیت ظاہر فرما۔ اور اسکو غالب کر۔ اس دعا کے بعد اگر کسی فریق کے حصہ کے مصیبت زدہ جلد یا دیر سے سب کے سب ان مصیبتوں سے رہائی پا جائیں۔ یا اکثر رہائی پائیں۔ تو وہی فریق صادق سمجھا جائیگا۔ اور تین شرط کی پابندی ہوگی (۱) یہ کہ رہائی پانیوالیکا نام بذریعہ الہام پہلے سے ظاہر کیا جائے میعاد کی کچھ ضرورت نہیں (۲) دوسری شرط یہ ہے۔ کہ اس الہام کے شائع کرنے میں چالیس دن سے زیادہ توقف نہ ہو تا اس طریق فیصلہ میں ناحق کا طول نہ ہو اور ضروری ہوگا۔ کہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے اس مضمون کا الہام شائع کیا جائے۔ کہ مجھے خدا تعالےٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ فلاں فلاں شخص اپنی مُصیبت یا بیماری سے نجات پائیگا۔ اور واجب ہوگا۔ کہ یہ اشتہار عام طور پر پبلک میں تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس میں سے ہر ایک فریق دس اشتہار فریق مخالف کو بذریعہ رجسٹری شدہ پیکٹ کے پہنچا دے (۳) تیسری شرط

کسی فریق کے غالب سمجھنے کے لئے یہ ہوگی کہ رہائی پانے والے تعداد میں ان لوگوں سے زیادہ ہوں جو فریق مقابل کے حصّے میں آئے ہیں۔ پھر اگر ان شرطوں کو کوئی فریق مخالف پورا کرے یعنے یہ کہ وہ قبل از وقت رہائی پانیوالوں کا نام بتلاوے اور نیز یہ کہ کثرت فیض رسانی اور نجات دہی اسکی طرف ثابت ہو جائے تو اسی فریق کو سچا سمجھا جائیگا تب لازم ہوگا۔ کہ دوسرا فریق اپنے دعویٰ اور مخالفت کو چھوڑ دے۔

یہ وہ طریق فیصلہ ہے جس کے ذریعے سے مسلمانوں میں سے تفرقہ اٹھ جائیگا۔ اگر یہ کاروبار اور یہ دعوے ہمارے امام کا محض انسانی بناوٹ ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا ہاتھ اسکے ساتھ نہیں ہے تو یقیناً ہم سمجھتے ہیں۔ کہ بڑی رسوائی کے ساتھ اس مقابلہ میں انکو شکست ہوگی یا موت ہوگی۔ تب یہ کل جماعت توبہ کرکے آپکو آملیگی۔ اور یہ ہماری طرف سے خدا تعالےٰ کی جناب میں اقرار ہے۔ کہ اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ ایسا ہی آپ لوگ ایک مجلس مقرر کرکے اسی طرح تحریری اقرار دیدیں۔ کہ اگر اس رب العزت نے جو دلوں کے حالات کو جانتا ہے۔ اور صادق اور کاذب دونوں اسکی نظر کے سامنے ہیں۔ اس امام کو فتح دی۔ اور اس مباحثہ اور مقابلہ میں غلبہ اسکو رہا۔ تو آپ لوگ بلا توقف توبہ کرکے اس امام الزمان کے خادمین میں داخل ہو جائیں۔ اور جاہلیت کی موت جو امام الوقت کے شناخت نہ کرنے سے وعید نبوی سے ثابت ہے۔ اس سے اپنے تئیں بچالیں۔ ابھی وقت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے۔“

پھر جناب عالی نے چشمہ معرفت میں ایسا دعوے شایع کرکے تمام جہان کے ڈاکٹروں طبیبوں عالموں فقیروں عاملوں گدی نشینوں مسمرایزروں سپریچولیسٹوں پر حجت قائم کردی۔

لیکن آج ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو میرے دل میں ایک خیال آیا ہے کہ ایک اور طریق فیصلہ کا ہے شاید کوئی خدا ترس اس سے فائدہ اٹھاوے اور انکار کے خطرناک گرداب سے نکل آوے۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ میرے مخالف منکروں میں سے جو شخص اشد مخالف ہو

اور مجھ کو کافر اور کذاب سمجھتا ہو۔ وہ کم سے کم دس نامی مولوی صاحبوں یا دس نامی رئیسوں کی طرف سے منتخب ہو کر اس طور سے مجھ سے مقابلہ کرے جو دو سخت بیماروں پر ہم دونوں اپنے صدق و کذب کی آزمائش کریں یعنے اس طرح پر کہ دو خطرناک بیمار لیکر جو جدا جدا بیماری کی قسم میں مبتلا ہوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دونوں بیماروں کو اپنی اپنی دعا کے لئے تقسیم کر لیں پھر جس فریق کا بیمار بکلی اچھا ہو جاوے۔ یا دوسرے بیمار کے مقابل پر اسکی عمر زیادہ کیجاوے وہی فریق سچا سمجھا جاوے" یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اور میں پہلے سے اللہ تعالےٰ کے وعدہ پر بھروسہ کر کے یہ خبر دیتا ہوں کہ جو بیمار میرے حصہ میں آویگا۔ یا تو خدا اسکو بکلی صحت دیگا۔ اور یا بہ نسبت دوسرے بیمار کے اسکی عمر بڑھا دیگا۔ اور یہی امر میری سچائی کا گواہ ہوگا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا۔ تو پھر یہ سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں لیکن یہ شرط ہوگی کہ فریق مخالف جو میرے مقابل پر کھڑا ہوگا۔ وہ خود اور ایسا ہی دس اور مولوی یا دس رئیس جو اسکے ہم عقیدہ ہوں یہ شایع کر دیں کہ در حالت میرے غلبہ کے وہ میرے پر ایمان لاوینگے۔ اور میری جماعت میں داخل ہونگے۔ اور یہ اقرار تین نامی اخباروں میں شایع کرانا ہوگا۔ ایسا ہی میری طرف سے بھی یہی شرائط ہونگی . . . . اس قسم کے مقابلہ سے فائدہ یہ ہوگا کہ کسی خطرناک بیمار کی جو اپنی زندگی سے نومید ہو چکا ہے خدا تعالےٰ جان بچائیگا۔ اور احیاء موتی کے رنگ میں ایک نشان ظاہر کر دیگا۔ اور دوسرے یہ کہ اس طور سے یہ جھگڑا بڑے آرام اور سہولت سے فیصلہ ہو جائیگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

پھر اس قسم کے نشان کے نمونے بھی بہت سے جماعت میں موجود ہیں۔ کئی ایسے مردے آپکے ہاتھ سے زندہ ہوئے از آنجملہ ایک کا ذکر آپنے حقیقۃ الوحی میں فرمایا۔ جس کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی اپنے درس میں کی اور پھر صبح کے درس میں صاحبزادہ صاحب نے یہ واقعہ بیان کیا۔ جس سے میری طبیعت اسکے نظم کرنے کی طرف متوجہ ہو گئی آپ پڑھیں اور ایمان لائیں۔

مُردہ جو مسیح نے زندہ کیا

۱۹ جنوری ۱۹۱۴ء

یہ معجزہ جو شائع امصار ہوگیا — جس نے سنا خدا کا پرستار ہوگیا
عبد الرحیم ابن محمد علی رئیس* — اکدفعہ کا ہے ذکر۔ کہ بیمار ہوگیا
بیمار ایسا سخت کہ قائم نہ تھے حواس — بچنا مریض بچے کا۔ دشوار ہوگیا
سرسام سے زبان تو پہلے ہی بند تھی — اب آنکھ کھولنے سے بھی بیزار ہوگیا
تھا محرقہ شدید کہ آخر طبیب بھی — کچھ چارہ اور کرنے سے ناچار ہوگیا
آخر وہ نورِ دیدۂ اسلام یعنے نور — حاضر حضور سید ابرار ہوگیا
کی عرض وہ علاج کی حد سے گزر چکا — پس قابلِ توجہ سرکار ہوگیا
اب اسکی زندگی کی بظاہر نہیں امید — اِلّا جو فضل حضرتِ غفار ہوگیا
سُن کر یہ بات آپ تو اندر چلے گئے — دروازہ پر کھڑا وہ خدا یار ہوگیا
اللہ کو اپنے بندے سے راز و نیاز تھا — خواہانِ تندرستیٔ بیمار ہوگیا
لیکن ز بارگاہِ خداوند کائنات — صحت بحال کرنے سے انکار ہوگیا
تقدیر مبرم ہے تو پھر کیا۔ مسیح وقت — اسکا شفیع بننے کو تیار ہوگیا
لیکن سُنی ندا۔ کہ اجازت بھی ہی تمھیں — خود ہی سوارِ کشتیٔ دلدار ہوگیا
فرماتے ہیں حضورؑ کہ نادم ہوا بہت — یہ کیا کیا۔ خلاف ادب کار ہوگیا
آخر بڑے ہی لطف و محبت سے پیار سے — نازل کلام داورِ دادار ہوگیا
ارشاد پاک "انک انت المجاز" سے — محبوب ذو الجلال کا۔ مختار ہوگیا
باہر خوشی خوشی نکل آئے کہ لیجیے — اب تندرست آپ کا بیمار ہوگیا
دو گھنٹے سے کھڑا تھا میں تو دیر تک — جو اس ادب کی وجہ سے سردار ہوگیا
سن کر یہ مژدہ لوٹے کہ حالت بدل گئی — اور مطمئن ہر اک دلِ غمخوار ہوگیا

* یعنی مخدوم مکرم نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ

جب الیسٹن سرپ کے دو قطرے دئے گئے
پھر رفتہ رفتہ جسم میں طاقت بھی آگئی
یوں مردے زندہ ہوتے ہیں سن لو مخالفو

بیہوش تھا جو پہلے وہ ہشیار ہوگیا
اچھا قوی جوان خوش اطوار ہوگیا
یوں میرزا مسیح ہر ازار ہوگیا

الجمل نشاں میرے مسیحا کے ہیں کئی
جن میں سے ایک نظم میں تیار ہوگیا

سوال۔ کیا عیسائی مذہب کے رو سے ایک مسیحی کو عدالت میں قسم کھانا جائز ہے (نجیب آفندی ملبوس ہاشم)

جواب۔ (منجانب ایڈیٹر مجلہ الہلال جرجی زیدان مسیحی مصر) قسم پر فیصلہ قدیم سے چلا آتا ہے چنانچہ بائبل کے متعدد مقامات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خود اللہ تعالےٰ نے قسم کھائی دیکھو پیدائش ۱۶/۲۲۔ اسی طرح عدالت میں قسم کھانا بھی ثابت ہے۔ دیکھو خروج ۱۱/۲۲، ۱۰ پیدائش ۲۲/۱۴ لاویوں ۱۱/۲۴ وغیرہ وغیرہ۔ اور اناجیل میں جو بعض جگہ قسم سے منع کیا گیا ہے۔ تو اس سے مراد جیسا کہ عالمان کتب الہیہ نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ جھوٹی قسمیں کھانا چاہیئے جیسے جھوٹی شہادت وغیرہ مواقع پر لوگ کھایا کرتے ہیں (ترجمہ از الہلال جلد پنجم نمبر ہفتم بابت دسمبر ۱۸۹۶ء)

خداوند فرماتا ہے اسلئے کہ تو نے ایسا کام کیا۔ اور اپنا اکلوتا ہی بیٹا دریغ نہ رکھا میں نے اپنی قسم کھائی کہ میں برکت دیتے ہی تجھے برکت دونگا۔

خروج ۱۱/۲۲ اگر کوئی اپنے ہمسائے پاس گدھا یا بیل یا بھیڑ یا کوئی چار پایہ امانت رکھے اور وہ مر جائے یا چوٹ کھائے یا بغیر کسی کے دیکھے ہانکا جائے تو ان دونوں کے درمیان خداوند کی قسم سے فیصلہ کیا جائے کہ اسنے ہمسائے کے مال پر اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا اور مال کا مالک قبول کرے تب وہ اسکو اسکا تاوان نہ دے۔

پیدائش ۲۲/۱۴ پر ابرام نے سدوم کے بادشاہ سے کہا کہ میں نے خداوند خدا تعالےٰ آسمان و زمین کے مالک کی قسم کھائی کہ میں ایک دھاگے سے لیکے جوتی کے تسمے تک تیرے سلے مال سے کچھ نہ رکھونگا۔

قسم کے بارے۔ پیدائش ۲۶ باب ۳ آیت
" ۲۱ " ۲۴
" ۵۰ " ۲۵
گنتی ۱۴ " ۲۰
یرمیاہ ۲۲ " ۵

اتحاد الفریقین
فی
اعتقاد الفریقین

منشی خادم حسین صاحب خادم ان نیکدل اصحاب میں سے ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ سنی و شیعہ آپس میں مل بیٹھیں۔ اور ایسے مناقشات وغیرہ جرأت چھوڑ دیں۔ جن میں سے دین میں ضعف آتا ہے۔ آپ اکثر ایسے مضامین متعدد رسالوں و اخباروں میں لکھتے رہتے ہیں مگر ان سب میں سے چوٹی کا مضمون یہ ہے جس میں آپنے تمام متنازعہ فیہا امور پر فریقین کی روایات سے ایک ریویو کر کے بتا دیا ہے کہ معتبر روایات میں اتفاق ہے اور اگر انپر عملدر آمد کیا جائے تو تمام جھگڑے آج مٹ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ سنی و شیعہ احباب اس مضمون کو بنظر غائر مطالعہ فرمائینگے۔ اور نیکدل انصاف خواہ اتحاد پسند قابل مضمون نگار کی محنت کی داد دینگے۔ جس نے اس مضمون کے لکھنے کے لئے بہت سی ضخیم کتابوں (جیسا کہ حوالجات سے ظاہر ہے) کا مطالعہ کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء عنی و عن سائر المسلمین اگر کوئی شیعہ بزرگ اس بارے میں انصاف سے مختصر تحریر فرمائینگے تو ہم بڑے شوق سے اسے بھی پڑھینگے۔ وفقہ اللہ وایانا لتائید الحق

ذیل میں بعض ایسے مسائل کتب شیعہ سے اخذ کر کے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں جن پر اکثر شیعہ و سنی میں تکرار رہتی ہے۔ حالانکہ دراصل وہ چنداں قابل تکرار نہیں۔

اس موقعہ پر قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر متنازعہ فیہ مسائل اسقدر قابل نزاع نہ تھے تو گزشتہ تیرہ سو برس میں امت محمدیہ میں جو بیشمار جنگ و جدال کی آگ مشتعل رہی اور بیشمار مالی و جانی نقصان بھی ہوا ہے اسکا ذمہ وار کون ہے ؟

بجواب گزارش ہے۔ کہ جیسا کہ آئندہ جا کر ناظرین پر منکشف ہو جائیگا۔ فی الواقعہ کوئی مسئلہ ایسا

اہم نہ تھا جس کی بنا پر دونوں فرقوں میں اسقدر بغض و عناد کی ناگوار صورت پیدا ہوجاتی۔ اور جس میں کسی نہ کسی طرح اتفاق ناممکن تھا۔ بلکہ جو امر مانع اتحاد رہا وہ زیادہ تر بعض امراء و سلاطین اور انکے منظور نظر علمائے دین کی نفسانیت تھی۔ اور اسی لئے وہی لوگ ان تمام بربادیوں کے ذمہ دار ہیں۔ چونکہ منش مسلمان غریب مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقی کے لئے آرزومند ہیں۔ اور اُن اسباب کے فراہم کرنے کے متلاشی رہتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ان دو عظیم الشان قدیمی فرقوں میں تباغض و منافرت کا ایک حد تک سدّباب ہوجائے۔ اور بجائے فتنہ پردازی کے اخوت اسلامی کی روح ایکدفعہ پھر مسلمانوں میں عود کر آئے۔ یقین ہے کہ اس مضمون کو بکمال دلچسپی سے ملاحظہ کرینگے۔ اور خاکسار راقم مضمون کو دعائے خیر سے یاد شاد فرمائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

Digitized by Khilafat Library

مسائل متحدہ فریقین

(۱) **اول**۔ قال رسول اللہ علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین المھدیین۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ فصل ثانی ص ۳۰۔

(ا) شیعہ بھی اہل سنت ہیں۔ ملا خلیل قزوینی شیعی شارح اصول کافی فرماتے ہیں "واہل سنت درحقیقت شیعہ دوازدہ امام اند" صافی شرح کافی کتاب العقل باب الاخذ بالسنۃ وشواہد الکتاب مطبوعہ نول کشور لکھنؤ صفحہ ۱۵۱۔

(ب) امام حسن علیہ السلام نے جو عہدنامہ صلح امیر معاویہ سے لکھوایا تھا۔ اسکے پہلے فقرہ میں لکھوایا تھا۔ کہ درمیان مردم بہ کتاب خدا و سنت رسول خدا و سیرت خلفائے رضشائستہ (راشدین پر) عمل کرے۔ جلاء العیون مجلسی اردو مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۱۵

(ج) جناب علی ایک خطبہ میں فرماتے ہیں۔ کہ سواد اعظم کے ساتھ ہمیشہ پیوستہ رہو۔ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ نہج البلاغہ حصہ اول ص ۳۶۱ مطبوعہ مصر۔

(د) جناب علی و امام حسن و امام حسین علیہم السلام نے اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھے۔ جلاء العیون مجلسی و ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم اسامی شہدائے کربلا

(۲) دوم - افضلیت قرآن و سنت رسول صلعم

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدیٰ ھدی محمد صلعم مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل اول

(۲) عبداللہ بن ابی عوفیؓ سے پوچھا گیا کہ رسول صلعم نے بوقت وفات کونسی وصیت فرمائی انہوں نے کہا کہ وصیت تو کوئی نہیں فرمائی۔ راوی نے کہا پھر لوگوں پر وصیت کرنا کیسے لازم ہو گیا یا حکم لگایا۔ کہ وصیت کیا کریں قال اوصی بکتاب اللہ تو کہا کہ ہاں کتاب خدا کی وصیت فرمائی بخاری کتاب الشروط باب الشروط صفحہ ۳۸۲

روایات شیعہ (۱) رسول اللہ صلعم نے فرمایا قرآن کی بزرگی تمام کلام پر اس طرح ہے جس طرح خدا کو اپنی مخلوق پر ہے۔ فضل القرآن علی سائر الکلام کفضل اللہ علی خلقہ رسول صلعم سے پوچھا گیا۔ کہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا عمل کونسا ہے تو فرمایا قرآن کا پڑھنا فان رسول اللہ سئل ای الاعمال افضل عند اللہ قال قرأیۃ القرآن جامع الاخبار شیخ صدوق فصل ۲۱ فی القرآن مطبوعہ ایران

(۲) عیاشی مفسر قرآن نے روایت کی ہے۔ حارث الاعور سے کہ میں جناب علی علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور عرض کیا یا امیرالمومنین جب ہم آپکی خدمت میں مشرف ہوتے ہیں۔ تو ایسی باتیں سنتے ہیں جن سے ہمارا دین اور قوی ہوتا ہے لیکن جب آپ سے رخصت ہو کر جاتے ہیں۔ تو لوگوں سے مختلف اور مبہم باتیں سنتے ہیں۔ جنکی سمجھ ہی نہیں آتی۔ کہ انکا مطلب کیا ہی جناب نے فرمایا کہ کیا ایسا کرتے ہیں۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا کہ ہمارے پاس جبریل آئے اور کہا اے محمد صلعم عنقریب تیری امت میں فتنہ ہوگا جس پر میں نے دریافت کیا کہ اس فتنہ سے نکلنے کی کوئی سبیل ہ؟ تو کہا کتاب اللہ کیونکہ اس

میں تم سے پہلوں کے حالات ہیں اور نیز تم سے مابعد آنے والوں کے اور وہ حکم ہے اور فیصلہ کرنے والا ہے (حق و باطل میں) اور کلام ہزل نہیں ہے الخ اتانی جبریل فقال یا محمد لتکون فی امتک فتنۃ قلت فما المخرج فقال کتاب اللہ فیہ بیان ما قبلکم من خبر و خبر ما بعدکم وحکم ما بینکم وھو الفصل لیس بالھزل من التمس الھدیٰ فی غیرہ اضلہ اللہ وھو حبل اللہ المتین وھو الذکر الحکیم وھو الصراط المستقیم الخ

اصول کافی اور عیاشی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جس میں سے ایک جملہ یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جب فتنے شب تاریک کی طرح تم پر سایہ افگن ہوجائیں تو اسوقت قرآن کو نصب العین بنانا کیونکہ وہ شفاعت کرنیوالا اور شفاعت کیا گیا ہے باطل کے مٹانے والا اور حق کی تصدیق کرنے والا ہے۔ جس نے اسکو امام بنایا۔ وہ اسکو جنت میں لیجائیگا۔ اور جس نے اسکو پس پُشت ڈالا وہ اسکو جہنم میں پھینکدیگا۔ وہ راہنما ہے۔ اور بھلائی کی رہنمائی کرتا ہے فاذا التبست علیکم الفتن کقطع اللیل المظلم فعلیکم بالقرآن فانہ شافع مشفع وماحل مصدق ومن جعلہ امامہ قادہ الی الجنۃ ومن جعلہ خلفہ ساقہ الی النار وھو الدلیل یدل علیٰ خیر سبیل الخ

فرمایا رسول صلعم نے کہ قیامت کے دن مجھ سے تبلیغ رسالت کی بابت پوچھا جائیگا۔ اور تم سے پوچھا جائیگا۔ کتاب خدا اور میری سنت پر کہانتک عمل کیا۔ انی مسئول عن تبلیغ الرسالۃ واما انتم فتسالون عما حملتم من کتاب اللہ وسنتی

روایات مذکورہ بالا کے لئے دیکھو مقصد اولی فی نبذ مما جاء فی الوصیۃ بالتمسک بالقرآن وفضلہ تفسیر صافی ملا محسن فیض مطبوعہ بمبئی

(ج) جناب علی علیہ السلام فرماتے ہیں قیامت کے دن قرآن مجید سے بڑھکر نہ کوئی نبی شفاعت کریگا نہ کوئی ملک کوئی اور مامن شفیع افضل منزلۃ عند اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ من القرآن لا نبی ولا ملک ولا غیرہ ۔ نہج البلاغۃ مشمولہ شرح علامہ ابن میسم مطبوعہ ایران جلد ۲

(د) جناب علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کوئی قول مفید نہیں جب تک اسپر عمل بھی نہ کیا جائے اور کوئی قول و فعل مفید نہیں جب تک اسکی نیت نہ کیجائے اور کوئی قول و فعل و نیت مفید نہیں جب تک وہ سنت رسول اللہ صلعم پر مبنی نہ ہو۔ عن امیر المومنین قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ لاقول الا بعمل ولا قول ولا عمل الا بلنیۃ ولا قول و عمل و نیتہ الا باصابۃ السنۃ۔ اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۸

(ک) امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جس نے کتاب اللہ اور سنت محمد صلعم کے خلاف کیا تحقیق اسنے کفر کیا من خالف کتاب اللہ و سنۃ محمد فقد کفر اصول کافی ص ۳۶

(۳) سوم۔ مخالفت سب صحابہ رض لا تسبوا اصحابی

ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ رض کو برا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کردے تو ثواب میں صحابہ رض کے ایک مد کے برابر بھی نہ ہوگا۔ بلکہ اسکے نصف کے برابر بھی نہ ہوگا بخاری جلد ۳ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۹

روایات شیعہ۔ ا۔ جس نے مجھکو برا کہا اسکو قتل کردو۔ جس نے میرے صحابہ کو برا کہا پس تحقیق اسنے کفر کیا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اسکو کوڑے مارو۔

وقال ؑ من سبنی فاقتلوہ و من سب اصحابی فقد کفر و فی خبر اخر و من سب اصحابی فاجلدوہ۔

مرے ہوے لوگو نکو برا نہ کہو۔ کیونکہ جو انہوں نے عمل آگے بھیجے تھے اسکا ثمرہ انکو مل چکا ہے۔ لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا۔ کتاب جامع الاخبار محقق ابن بابویہ فصل ۱۲۵ فی التسب

شیخ طوسی نے بسند معتبر سے جناب علی ؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت ؐ نے کہ میں تمکو اصحاب پیغمبر کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ انکو دشنام نہ دو۔ وصیت میکنم شما را

باصحاب پیغمبر شمار کر انھیں ازدشنام مدیہ حیات القلوب جلد ۲ مطبوعہ نولکشور ۵۸۸

(ب) تفسیر مجمع البیان اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی میں ہے۔کہ جناب صادق علیہ السلام سے آنحضرت صلعم کے اس قول کی تفسیر پوچھی گئی۔ ان الشرك اخفی من دبیب النمل علی صفا سوداء فی لیلة ظلماء۔

یعنی فرمایا حضرت صلعم نے کہ چیونٹی جو اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر جاری ہو اسکی چال سے بھی شرک زیادہ تر مخفی چیز ہے۔

اسکے جواب میں امام صادق نے فرمایا۔کہ مومنین لوگ مشرکوں کے معبود وں کو بُرا کہتے تھے اسلئے مشرکین بھی مومنوں کے خدائے برحق کو بُرا کہتے تھے۔ پس خدا نے مومنوں کو انکے معبودوں کو بُرا کہنے سے منع کردیا۔مبادا کفار مومنوں کے خدا کو بُرا کہنے لگیں۔اور تاکہ مومنین مشرک باللہ کے مرتکب نہ ہوجائیں۔ایسے طریق سے جو انکے وہم و گمان میں نہ آئے لکیلا یسبوا الکفار الذی فیکون المومنون قد اشرکوا باللہ من حیث لا یعلمون تفسیر صافی زیر آیت ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔

نوٹ۔ گویا سب کہنا شرک کے رنگ میں ہو بلکہ شرک ہو

رسالہ اعتقادات میں امام صادق علیہ السلام کی بابت وارد ہے۔کہ کسی نے انکو آکر بتلایا کہ میں نے ایک شخص کو مسجد میں دیکھا ہے۔کہ آپکے دشمنوں کے سب کرنیکا اعلان کرتا ہے۔اور خود بھی سب کرتا ہے تو آپ نے فرمایا۔کہ خدا اسکو لعنت کرے اسکو کیا پڑی ہے وہ لوگوں کو ہمارے برخلاف برانگیختہ کرتا ہے حالانکہ خدا نے فرمایا ہے ولا تسبوا الذین یدعون الآیۃ تفسیر صافی زیر آیت ولا تسبوا الذین یدعون الخ

نیز دیکھو رسالہ اعتقادیہ محقق ابن بابویہ مع شرح ارشادیہ باب ۳۹ مطبوعہ لکھنؤ

ج۔ جناب علی علیہ السلام نے سنا کہ انکے اصحاب لشکر شام کو بوقت جنگ صفین سب کرتے ہیں۔ تو فرمایا کہ مجھکو یہ امر ناگوار ہے کہ تم سب کہنے والے بنجاؤ۔ ومن کلام لہ علیہ السلام وقد

سمع قوماً من اصحابہ یسبون اہل شام ایام حربہم بصفین "انی اکرہ ان تکونوا سبابین"
نہج البلاغۃ حصہ اول صفحہ ۴۶۷ مطبوعہ مصر

د ۔ قال الصادق علیہ السلام لا تدع الیقین بالشک والمکشوف بالخفی ولا تحکم علی ما لم تره بما تروی عنہ قد عظم اللہ عز وجل امر الغیبۃ وسوء الظن ۔ باخوانک من المومنین فکیف بالجرأۃ علی اطلاق قول واعتقاد زور و بہتان فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عز وجل اذ تلقونہ بالسنتکم وتقولون بافواہکم ما لیس لکم بہ علم وتحسبونہ هیناً وهو عند اللہ عظیم وما دمت تجد الی تحسین القول والفعل فی غیبتک وحضرتک سبیلا فلا تتخذ غیره قال اللہ تعالیٰ وقولوا للناس حسناً واعلم ان اللہ تعالیٰ اختار لنبیہ من اصحابہ طائفۃ اکرمہم باجل الکرامۃ وحلاہم بحلیۃ التائید والنصر والاستقامۃ لصحبتہ علی المحبوب والمکروه وانطق لسان نبیہ محمد صلی اللہ علیہ والہ بفضائلہم ومناقبہم وکراماتہم واعتقد محبتہم واذکر فضلہم واحذر مجالسۃ اہل البدع فانہا تنبت فی القلب کفرا وضلالا وان اشتبہ علیک فضیلت بعضہم فکلہم الی عالم الغیب وقل اللہم انی محب لمن احببتہ انت و رسولک فانہ لم یکلفک فوق ذلک فقط کتاب مصباح الشریعۃ باب السبعون فی معرفۃ الصحابۃ مطبوعہ ایران۔ یعنی فرمایا امام صادق علیہ السلام نے کہ یقینی اور واضح شدہ امور بعض شکوک اور نامعلوم باتوں سے ترک نہ کر دے اور جب تک روایت شدہ امر کو مشاہدہ نہ کرے اسپر حکم نہ لگا۔ تحقیق خدا کے نزدیک اگر تو اپنے مومن بھائیوں کی ہی غیبت اور بد گمانی کرے جب بھی بڑی گناہ کی بات ہے۔ چہ جائیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے اصحاب کی طرف تو کسی بات کو یا جھوٹے اعتقاد یا بہتان کو منسوب کرے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ (حضرت عائشہ رض پر بہتان باندھنے والوں کی بابت)

"جب تم اس معاملہ کو اپنی زبانوں پر لاتے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالتے تھے۔ جسکا تمہیں علم نہ تھا۔ اور تم اسے آسان (بات) سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت گناہ کی بات تھی"

اور جب تک تو کسی قول یا فعل کی جو تیری موجودگی میں ہوا یا تیری عدم موجودگی میں ہوا تعریف کرنے کی گنجائش پا سکے تعریف اور تحسین کرتا رہ اور اسکے سوا دوسری راہ اختیار نہ کر۔ خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ لوگوں کو اچھی باتیں نرمی سے کہو۔ جان تو کہ اللہ تعالے نے اپنے نبی صلعم کے واسطے اسکے اصحاب میں سے ایک گروہ کو کتنی بڑی بزرگی دیکر مکرم بنا دیا اور دکھ سکھ میں رسول کا ساتھ دینے کے صلہ میں انکو اپنی تائید اور نصرت اور ثابت قدمی کے خلعت سے آراستہ فرمایا۔ اور اپنے نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے انکے فضائل ومناقب وانکے اعزاز بیان کرائے پس (اے مخاطب) تو انکی محبت میں قائم رہ اور انکے فضائل بیان کر اور اہل بدعت کی مجلس سے الگ تھلگ رہ کیونکہ وہ دل میں کفر اور گمراہی کو پیدا کرتی ہے اگر کسی اصحاب کی فضیلت میں تجھکو شبہ پیدا ہو جائے تو اسکو خدائے عالم الغیب کے سپرد کر دے اور یہ کہو کہ اے اللہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں جس کو تو اور تیرا رسول دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھتا ہوں جو تیرا اور تیرے رسول کا دشمن ہے خدا نے اس سے زیادہ کہنے اور کرنیکا تجھکو مکلف نہیں بنایا۔

۷- علامہ میر فتح اللہ شیرازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب آیت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم نازل ہوئی (ترجمہ) تحقیق تم اور جس کو اے مشرکو تم پوجتے ہو جہنم کے ایندھن ہو۔

قریش نے کہا کہ اے محمد صلعم ہمارے بتوں کو گالی نہ دیجئے۔ ورنہ ہم بھی آپ کے خدا کی جو صفات کاملہ کے ساتھ بتلاتے ہو برائی کرینگے تو یہ آیت اتری۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ یعنی دشنام نہ دو انکو جنھیں یہ پوجتے ہیں سوائے خدا کے اور برائی کیساتھ انکا ذکر نہ کرو۔ ورنہ اسکے مقابلہ میں جہل نادانی کے باعث یہ بھی خدا کو نا سزا کہیں گے مشرکان

قریش گفتند کہ اے محمد زبان از دشنام بہ بتان ما کوتاہ کن۔ وگرنہ ما خدائے ترا کہ بصفات کاملہ اورا یاد میکنی ہجو میکنیم آیت آمد و "لا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ" و دشنام مدہید آنانرا کہ می پرستند "من دون اللّٰہ" بجز از خدائے و بہ قبائح ایشاں یاد مکنید "فیسبوا اللّٰہ" کہ ایشان در مقابل آں ناسزا گوئیند خدائے را عدوا بغیر علم بغیر از علم از روئے جہل و نادانی۔

نوٹ۔ اس روایت و تفسیر آیت سے لفظ سب کے معنی و مفہوم پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے فتدبر اسی موقعہ پر فاضل مفسر نے ایک اور مسئلہ بھی بیان کیا ہے وہ یہ کہ اگر کوئی کام فرمانبرداری شریعت کی قسم سے ہو لیکن اسکا نتیجہ اگر نافرمانی کی حد تک جا پہنچے۔ تو اسکا ترک کر دینا واجب ہے کیونکہ شر و فساد تک پہنچانیوالا امر خود شر ہے۔

"و درین دلیل است ہر آنکہ طاعت ہرگاہ مودی بہ معصیت شود۔ ترک آں واجب است۔ چہ مودی بہ شر شر است"

"و در مجمع آوردہ کہ آیت دلالت میکند بر آنکہ جائز نیست کہ از مکلف فعلے یا قولے صادر شود کہ مودی بہ معصیت غیر او شود"

یعنی مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت (لا تسبوا الذین الخ) دلالت کرتی ہے اسپر کہ مکلف (تابع شریعت) سے کوئی ایسا فعل یا قول سرزد نہ ہونا چاہیئے۔ جس سے کوئی دوسرا شخص معصیت کا مرتکب ہو جائے۔

اسکے بعد وہی تفسیر صافی والی روایت لکھی ہے۔ کہ امام صادق علیہ السلام سے کسی نے حدیث رسول صلعم ان الشرک اخفی من دبیب النمل الخ کے معنے دریافت کئے۔ تو پوری روایت اوپر مذکور ہو چکی ہے مکرر لکھنے کی حاجت نہیں ہے جس کا مطلب تھا کہ مومن شرک کا ارتکاب کر لیتا ہے حالانکہ اسکو خبر نہیں ہوتی۔ "از سب اللہ اہل شرک منع نمود تا کفار سب الہ مومنان نہ کنند و مومنان بجہتہ آن شرک نیارند یعنی کافر نہ شوند از جائیکہ نہ دانند"

"چہ باعث غیر کفر بر گفتار کلمہ کفر کافر است" یعنی خود اگر مومن کفر نہ کہے لیکن جب وہ

دوسرے کو کلمہ کفر کہنے کا باعث بنتا ہے تو کافر ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر منہلج الصادقین مطبوعہ ایران ۱۲۹۶ھ زیر آیت لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ سورہ انعام صفحہ ۵۳۵ و ۵۳۶

(۶) علامہ فخر الدین ولد محمد علی طریح النجفی اپنی مشہور و معروف لغت قرآن و حدیث میں لکھتے ہیں "فی الحدیث ذکر الرافضۃ والروافض وھم فرقۃ من الشیعۃ رفضوا ای ترکوا زید بن علی حین نھاھم عن الطعن فی الصحابۃ فلما عرفوا مقالہ وانہ لا یبری من الشیخین رفضوا ثم استعمل ھذا اللقب فی کل من غلا فی ھذا المذھب و اجاز الطعن فی الصحابۃ" دیکھو مجمع البحرین و مطلع النیرین مطبوعہ طہران زیر لفظ رفض صـ ۳۵۲

یعنی حدیث شریف میں رافضہ اور روافض کا ذکر آیا ہے۔ اور یہ شیعہ میں سے وہ فرقہ ہے جنھوں نے رفض کیا یعنے ترک کر دیا حضرت زید بن امام زین العابدین علیہما السلام کو جب کہ اس (زید) نے انکو صحابہ پر طعن کرنے سے منع فرمایا جب انکو معلوم ہو گیا کہ آپ یہ کہتے ہیں۔ اور یہ کہ شیخین پر آپ تبرا نہیں کہتے۔ تو انہوں نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا اسکے بعد یہ لفظ مستعمل ہو گیا ہر اس شخص کے لئے جو اس مذہب میں غلو کرے اور صحابہ کے حق میں طعن کرنے کی اجازت دے۔

نوٹ ۔ ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ صحابہ رسول صلعم پر عموماً اور جناب شیخین پر خصوصاً طعن کرنا اور تبرا کہنا شیعیان اہل سنت کے شایان شان نہیں ہے بلکہ یہ رافضیوں کا فعل ہے۔ اور یہ کسقدر غور اور مسرت کا مقام ہے کہ خود امام حسین علیہ السلام کے پوتے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے نور عین حضرت زید شہید بھی طعن و تبرائے صحابہ رض و شیخین کو ناجائز جانتے تھے۔

(۷) قاضی نور اللہ شوستری کا فتوے بھی سن لیجئے۔ آپ فرماتے ہیں "مفہوم تشیع آنست کہ در صدر صحیفہ معلوم شد و سب و لعن جزو او معتبر نیست میگنجد کہ نام خلفائے ثلث مطلقاً بر

زبان شیعہ جاری نہ شود و لعن ایشاں واجب نیست اگر جاہلان شیعہ حکم بوجوب لعن کنند سخن ایشاں معتبر نیست چنانچہ جاہلاں اہل سنت حکم بوجوب قتل شیعہ میکنند" مجالس المومنین مجلس اول مطبوعہ ایران ص ۴۸

(ترجمہ) شیعہ کے معنی و مفہوم تو وہی ہیں۔ جو کتاب کے شروع میں بتلائے گئے ہیں (یعنی "شیعہ کسے است کہ خلیفہ بحق بعد از پیغمبر صلوات اللہ علیہ وآلہ امیر المومنین علیہ السلام را داند و سُنّی کسے است کہ ابوبکر را داند" دیباچہ مجالس المومنین ص ۹)

اور سب اور لعنت کرنا اس میں معتبر نہیں یہاں تک بھی ممکن ہے کہ خلفائے ثلاثہ کا نام ہی زبان پر لایا نہ جائے۔ اور ان پر لعنت کرنا واجب نہیں ہے اور جاہل شیعہ سنت کے واجب ہونے کا حکم لگائیں۔ تو ان کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے جیسے کہ جہلائے اہلسنت شیعوں کے قتل کے واجب ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔"

(۴) چہارم۔ مذمت بدعت

فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثانی ص ۳۰

روایات شیعہ۔ ا۔ کل حدث بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار۔ جامع الاخبار محقق ابن بابویہ فصل النوادر ص ۱۴ و ہو آخر الکتاب۔

یعنی دین میں ہر نئی بات بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا نتیجہ آگ ہے۔

(ب) امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے "کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار" اصول کافی مطبوعہ نولکشور ص ۳۲ کتاب العلم باب البدع و الرائی والمقائیس

(ج) عن زرارۃ۔ قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الحلال والحرام فقال حلال محمد حلال الی یوم القیٰمۃ و حرامہ حرام ابداً الی یوم القیٰمۃ لا یکون غیرہ ولا یجئ غیرہ وقال قال علی ما احد ابتدع بدعۃ الا ترک بہا سنۃ اصول کافی ص ۳۳ کتاب العلم باب البدع نیز تفسیر صافی جلد ۲ زیر آیت کما صبروا اولوا العزم من الرسل مطبوعہ بمبئی ص ۱۷۶

(ترجمہ) زرارہ سے مروی ہے کہا اسنے کہ میںنے پوچھا امام صادق علیہ السلام سے بابت حلال اور حرام کے تو فرمایا امام علیہ السلام نے کہ جس چیز کو حلال کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وہی حلال ہے روز قیامت تک اور جس کو آنحضرت صلعم نے حرام فرمایا وہ ہمیشہ کے لئے روز قیامت تک حرام ہے نہیں ہوگا۔ سوائے اسکے اور نہیں داخل ہوگا شریعت میں سوائے اسکے اور کہا کہ فرمایا ہے جناب علی علیہ السلام نے جس شخص نے کوئی بدعت دین میں تجویز کی ضرور ہے کہ اسنے ایک سنت رسول صلعم کو ترک بھی کیا ہوگا۔

(د) امام صادق سے مروی ہے کہ چھوٹی سی چھوٹی کون سی بات ہے جس سے انسان مشرک ہوجاتا ہے فرمایا اس طرح پر کہ ایک شخص نے کوئی رائے گھڑلی۔ اور پھر اسکی بناپر لوگوں سے محبت کرتا ہے یا بغض رکھتا ہے۔

عن الصادق انہ سئل عن ادنی مایکون الانسان مشرکاً قال من ابتدع رایاً فاحب علیہا و ابغض "تفسیر صافی زیر آیت ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ سورہ نساء

(ہ) وفی الحدیث عن امیر المومنین علیہ السلام من جدد قبراً و مثل مثالاً فقد خرج من الاسلام الخ من لا یحضرہ الفقیہ (باب النوادر بعد باب التعزیۃ والجزع عند المصیبۃ وزیارۃ القبور والنوح والماتم۔

(ترجمہ) جس نے کوئی قبر نئی بنائی یا کوئی مثال بنائی وہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

(و) قال الصدوق واختلف مشائخنا فی معناہ فقال محمد بن الحسن بن الولید یحکی عنہ انہ قال لا یجوز تجدید القبر ولا تطیین جمیعہ بعد مرور الایام وبعد ما طین فی الاول وذکر عن سعد بن عبد اللہ انہ کان یقول انما ہو من حدد قبراً بالحاء المہملۃ یعنی بہ من سنم قبراً وذکر عن احمد بن ابی عبد اللہ البرقی انہ قال انما ہو من جدث قبراً وتفسیر الحدیث الجدث القبر فلا ندری ما عنی بہ والذی اذہب الیہ انہ جدد بالجیم ومعناہ نبش قبراً لان من نبش قبراً فقد جددہ واحوج الی تجدیدہ وقد جعلہ

جدثا محفورا ثم قال اقول ان التجدید علی المعنی الذی ذھب الیہ محمد بن الحسن الصفار
والتحدید بالحاء غیر المعجمۃ الذی ذھب الیہ سعد بن عبد اللہ والذی قالہ البرقی
من انہ جدث کلہ داخل فی معنی الحدیث وان من خالف الامام فی التجدید والتسنیم
والنبش واستحل شیئاً من ذلک فقد خرج من الاسلام والذی اقول فی قولہ ع من
مثل مثالا یعنی بہ من ابدع بدعۃ ودعا الیھا او وضع دینا فقد خرج من الاسلام
× × × وجد الشیئ جدا بالکسر فھو جدید وھو خلاف القدیم وجدد فلان
الامر واستجدہ اذا احدثہ فھو جدید وھو خلاف القدیم والجدیدان اللیل والنھار
مجمع البحرین زیر لفظ جدد ص۱۹۱ ومن لایحضرہ الفقیہ باب النوادر مذکورۃ الصدر

(ترجمہ) فخر المحدثین شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ اس حدیث (من جدد قبراً الخ) کے معانی میں
ہمارے مشائخ نے اختلاف کیا ہے محمد بن الحسن الصفار نے کہا ہے کہ لفظ جدد ساتھ جیم کے ہے
اور سوا اسکے نہیں اور ہمارے شیخ محمد بن الحسن بن ولید سے کہا جاتا ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب مدت
گزر جائے اور ابتداء میں قبر پر مٹی ڈالدی جائے تو پھر تمام قبر کی تجدید کرنا یا اسپر مٹی لگانا ناجائز
ہوجاتا ہے۔ اور بعد میں عبد اللہ کی بابت مذکور ہے کہ کہا انھوں نے کہ حدیث میں (بجائے
جدد کے) دراصل حدد ہے ساتھ حائے مہملہ کے اور اسکا مطلب ہے کہ جس نے قبر کو بلند بنایا
اور احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے مروی ہے۔ کہ انھوں نے کہا کہ دراصل میں جدث قبراً ہے اور جدث کی
تفسیر قبر ہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ان سے انکا کیا مطلب تھا۔ اور وہ شخص جو اس معنی کی
طرف گیا کہ لفظ دراصل جدد ہے ساتھ جیم کے اور اسکے معنے ہیں کھودنا قبر کو (اغلباً بہ ارادہ
کفن چرانے کے) کیونکہ جس نے قبر کو کھودا۔ پس تحقیق اسنے اسکی تجدید کی اور اسکی تجدید کی
حاجت پڑ گئی اور اسنے قبر کو گڑھا بنادیا پھر کہا کہ میں صدوق کہتا ہوں کہ خواہ یہ لفظ بمعنی تجدید
کے ہو جس کی طرف محمد بن حسن الصفار گئے ہیں خواہ بمعنی تحدید ہو ساتھ حائے غیر معجمہ کے جسکی
طرف سعد بن عبد اللہ گئے ہیں۔ یا وہ معنی جو برقی نے کئے ہیں۔ کہ جس نے قبر بنائی۔ یہ سب

مطابق اس حدیث کے اندر داخل ہیں اور تحقیق جس کسی نے مخالفت کی ارشاد امامؑ کی بیچ تجدید و تسنیم و نبش قبر کے اور ان میں سے کسی چیز کو حلال جانا۔ پس وہ خارج ہو گیا اسلام سے۔

اب وہ معنی جو میں (صدوق) کہتا ہوں جناب علی علیہ السلام کے ارشاد من مثل مثالا میں وہ یہ ہیں۔ کہ اس سے آپکا مطلب تھا۔ کہ جس کسی نے کوئی بدعت ایجاد کی۔ اور دوسروں کو اسکی پیروی کی طرف بلایا۔ یا کوئی دین وضع کر لیا۔ پس تحقیق وہ خارج ہو گیا اسلام سے انتہیٰ (من لا یحضرہ الفقیہ الخ)

(۳) قال النبی صلے اللہ علیہ و آلہٖ من اتیٰ ذا بدعۃ فوقرہ فقد سعی فی ھدم الاسلام

رسالہ اعتقادیہ مع شرح ارشادیہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۳۳

شیخ صدوق نے رسالہ مذکورہ میں ایک حدیث لکھی ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جو کوئی بدعت والے کے پاس جائے اور اسکی برائی کرے اسنے درحقیقت اسلام کے برباد کرنے میں کوشش کی مطلب یہ کہ بدعتی کی ہر طرح سے مخالفت اور تحقیر کرنی ضروری ہے نہ کہ اسکی عزت و توقیر کرنا۔

اصول کافی میں یہی حدیث یوں مروی ہے من اتیٰ ذا بدعۃ فعظمہ فانما یسعی فی ھدم الاسلام۔ کافی کتاب العلم باب البدع صفحہ ۳۳

(۴) والبدعۃ بالکسر فالسکون الحدث فی الدین وما لیس لہ اصل فی کتاب ولا سنۃ وانما سمیت بدعۃ لان قائلھا ابتدعھا عن نفسہ ومنہ الحدیث من توضا ثلاثا فقد ابدع ای فعل خلاف السنۃ لان ما لم یکن فی زمنہ فھو بدعۃ والبدع بالکسر والفتح جمع بدعۃ قال بعض شراح الحدیث البدعۃ بدعتان بدعۃ ھدی وبدعۃ ضلال فما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ فھو فی حیز الذم والانکار وما کان تحت عموم ما ندب اللہ الیہ وحض علیہ او رسولہ فھو فی حیز مدح وما لم یکن لہ مثال موجود کنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف

فہو من الافعال المحمودۃ ولا یجوز ان یکون ذٰلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان النبیؐ قد جعل لہ فی ذٰلک ثواباً فقال من سن سنۃ حسنۃ کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا وقال فی ضدہ من سنّ سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا وذٰلک اذا کان علیٰ خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ مجمع البحرین زیر لفظ بدع ص ۳۷۲

یعنی لفظ بدعت ساتھ زیر اور جزم کے معنے ہیں نئی بات دین میں اختراع کرنا اور وہ بات جس کی اصل نہ کتاب خدا میں ہو نہ سنت میں اور اسکو اسی لئے بدعت کہا گیا ہے کہ اس کے قائل نے اسکو اپنے دل سے بنایا ہے اور اسکے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ جس نے تین تین دفعہ وضو میں پانی بہایا۔ پس تحقیق اسنے بدعت کی یعنی خلاف سنت کیا کیونکہ جو امر رسول صلعم کے زمانہ میں نہ ہو پس وہ بدعت ہے اور بدع ساتھ زیر اور زبر کے جمع ہے بدعت کی۔ بعض شارحان حدیث نے فرمایا ہے کہ بدعت کی دو قسم ہیں ایک ہدایت والی بدعت دوسرے گمراہی والی۔ پس جو امر خلاف حکم خدا و رسول کے ہو پس وہ مذمت اور انکار کی حد میں آ جاتا ہے۔ اور جو امر عموماً خدا اور رسول کے فرمان کے ماتحت آسکے پس وہ خوبی کے احاطہ میں داخل ہے۔ اور جو ایسا امر ہو جس کی مثل خواہ موجود ہو مثلاً کسی قسم کی جود اور سخاوت اور بھلائی کا کام پس وہ بھلے کاموں میں سے ہو جاتا ہے اور جائز نہیں کہ اسکو شریعت کے برخلاف کہا جائے کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے واسطے اسکے ثواب لگایا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے سنت حسنہ کو جاری کیا واسطے اس شخص کے اسکا اجر ہے اور ساتھ ہی اسپر عمل کرنیوالا کا بھی اور اس کے مقابل میں فرمایا کہ جس نے کسی بُرے طریقہ کو جاری کیا اسکی برائی کا بوجھ اسکی گردن پر ہے اور ساتھ اسپر عمل کرنے والے کی برائی کا بھی۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ وہ طریقہ خدا اور خدا کے رسول صلعم کے حکم کے مخالف ہو۔

پس حضرات اہل سنت و اہل تشیع اپنے اپنے موجودہ کاموں پر جنھیں ثواب سمجھکر کرتے ہیں۔ غور فرمالیں کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اور پھر خلفائے راشدین

کے عہد میں باوجود ضرورت تہیا سامان کئے جاتے تھے یا نہیں اگر تھے تو بیشک اب بھی انہیں بجا لائیں ورنہ چھوڑ دیں۔

(۵) پنجم مسئلہ خلافت و امامت

(۱) الائمۃ من القریش" مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۴۹

(۲) خلفائے راشدین کی خلافت حسب وعدہ الٰہی مندرجہ آیت استخلاف خلافت حقہ و منجانب اللہ تھی۔

(۳) میعاد خلافت نبوت تیس سال تھی۔ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ

(۴) خلفائے راشدین میں جناب علی رابع الخلفاء یعنی چوتھے خلیفہ رسول مقبول ہیں۔

(۵) اہلسنت دوازدہ امام علیہم کی دل سے تعظیم کرتے ہیں۔ اور انکو اگرچہ مثل شیعوں کے من کل الوجوہ معصوم نہیں مانتے۔ تاہم انکو علماے نیکوکار ضرور مانتے ہیں۔

(۶) امامت دوازدہ امام علیہم السلام تابع خلافت نبوت ہے۔

(۷) خلافت کے لئے رسول صلعم نے کسکو صریحاً نامزد نہیں فرمایا

روایات شیعہ۔ بمقابلہ نمبر (۱) قاضی نور اللہ شوستری فرماتے ہیں "پیغمبر صلوات اللہ علیہ و آلہ فرمود کہ الائمۃ من القریش و حاصل آں این است کہ ائمہ و اولیائے آنحضرت صلعم از قریش اند۔ و از غیر قریش نیستند" مجالس المومنین در شرح حدیث الا ان مثل آل محمد کمثل نجوم السماء ص ۹ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ الائمۃ من القریش۔ اور اسکا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے امام اور اولیاء قریش سے ہونگے اور قریش سے باہر کے نہ ہونگے۔

(۲) کتاب نہج البلاغۃ میں ایک خطبہ ہے جو جناب علی علیہ السلام نے حضرت عمر رض کو فرمایا تھا جبکہ انھوں نے لشکر روم کے مقابلہ کے لئے بذات خود سفر کرنیکا ارادہ کیا تھا اور دوسرے صحابہ رض سے مشورہ کرتے کرتے جناب علی علیہ السلام سے بھی دریافت کیا تھا۔ تو آپنے فرمایا تھا۔ و

قد توکل اللّٰہ لاھل ھٰذ الذین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ والذی نصرھم وھم قلیل لا ینتصرون ومنعھم وھم قلیل لا یمتنعون حی لا یموت۔ نہج البلاغۃ ومن کلام لہ علیہ السلام وقد شاور عمر فی الخروج الی غزو الروم بنفسہ مطبوعہ مصر جلد اول ص۲۷

علامہ ابن میثم اپنی مشہور شرح نہج البلاغہ میں اسکی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فضمن ستر ذلک باقاضۃ النصر علیھم وھذ الحکم من قولہ تعالیٰ وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم کما استخلف الذین من قبلھم دیکھو ابن میثم مطبوعہ ایران جز و ۱۹

اسی خطبہ کا ترجمہ فارسی صاحب ناسخ التواریخ نے یوں کیا ہے۔

"فرمود ہمانا حفظ ساحت اہل دین وحراست حریم موحدین را خداوند وکیل وکفیل است آنکس کہ ایشانرا با قلت عدت وضعف نیست نصرت کرد زندہ جاوید است" ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوئم مطبوعہ ایران ص۲۷۹ زیر عنوان نامہ کردن ابو عبیدہ بعمر بن الخطاب از کثرت سپاہ روم وجنگ ماہان در سال پانزدہم ہجری

حاصل مطلب یعنی اہل اسلام کا کارساز اور ضامن پروردگار ہے وہ ذات جس نے انکی مدد کی باوجودیکہ وہ قلیل اور بے سروسامان تھے ہمیشہ کیلئے زندہ ہے شارح ابن میثم کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ذمہ لیا ہے کہ اپنی نصرت بخشیوں سے انکی پردہ پوشی کرے اور یہ حکم مستنبط ہوتا ہے آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا الخ

اسی طرح غزوہ نہاوند کے موقعہ پر عمر نے خود میدان جنگ میں جانیکا ارادہ کرکے صحابہ سے مشورہ کیا۔ تو جناب علی علیہ السلام نے فرمایا

ان ھٰذ الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وھو دین اللّٰہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن

علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ الخ نہج البلاغہ ج اول ص۲۸۴

صاحب ناسخ التواریخ اس خطبہ کا مطلب بزبان فارسی یوں تحریر فرماتے ہیں "وخلاصہ معنی ایں کلمات بفارسی چنیں مینماید کہ علی علیہ السلام فرمود کہ ایں امر را رایت نصرت افراشتن واگرنہ فرو گذاشتن بکثرت وقلت لشکر نیست ایں دینے است کہ خدائے برآوردہ ونیرو دادہ چنانکہ جہاں را فرو گرفت ودر رسید آنجا کہ رسید واینک ما بر وعدہ خداوند ایستادہ ایم چہ مومناں را وعدہ نہادہ کہ در ارض خلیفتی دہد چنانکہ پیشینیاں را ودین ایشانرا استوار دارد وخوف ایشانرا بہ ایمنی بدل فرمائید تا بر ہمہ ادیان غلبہ جوئیند وخداوند بوعدہ وفا کند ولشکر خود را نصرت دہد۔ الیٰ آخرہٖ ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب دوم زیر عنوان وقائع سال بیست ویکم ہجری وفتح نہاوند بدست لشکر عرب مطبوعہ ایران ص۳۹۵

یعنی جناب علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اس امر خلافت کو نصرت کثرت لشکر پر موقوف نہیں نہ اسکی بے رونقی کا باعث قلت لشکر ہو سکتا ہے۔ یہ وہ دین ہے جس کو خدا نے بنایا۔ اور اس کو طاقت دی چنانچہ وہ عالمگیر ہو گیا اور پہنچگیا جہاں تک کہ اسنے پہنچنا تھا۔ اور ہم تو خدا کے وعدے کے امیدوار ہیں۔ کیونکہ اسنے خود مومنوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ زمین میں انکو خلیفہ بنائیگا جیسے کہ اگلوں کو اسنے بنایا تھا۔ اور یہ انکے دین کو مستحکم کریگا۔ اور انکے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ تاکہ تمام دوسرے دینوں پر غالب آ جائیں۔ اور خدا اپنے وعدے کو ضرور پورا کریگا۔ اور اپنے لشکر کو نصرت دیگا۔

فروع کافی میں ابی عمیر الزبیری سے ایک طویل روایت ہے کہ مینے امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ خدا کے دین کی دعوت کرنا اور جہاد کرنا کسی خاص قوم کے لئے مخصوص ہے یا کہ ہر مسلمان کے لئے مباح ہے امام علیہ السلام نے ان مجاہدین فی سبیل اللہ کے متعلق بڑی شرح وبسط سے ذکر فرمایا ہی جو خدا کی طرف سے مجاز وماذون ہوتے ہیں۔ اسی ضمن میں فرمایا ہی کہ جن مسلمانوں نے قیصر وکسریٰ کے ساتھ جہاد کئے وہ بھی منجانب اللہ ماذون تھے" فقد

قاتلوا هم باذن الله عز وجل لهم فی ذلک" فروع کافی جلد۳ باب ما یجب علیه الجهاد ومن لا یجب۔

(۳۳) عن اسید بن صفوان صاحب رسول الله ص قال لما کان الیوم الذی قبض فیه امیر المومنین علیه السلام ارتج الموضع بالبکاء ودهش الناس کیوم قبض النبی صلی الله علیه و آله وجاء رجل باکیاً وهو مسرع مسترجع وهو یقول الیوم انقطعت خلافة النبوة الخ اصول کافی کتاب الحجة باب مولد امیر المومنین ص ۲۶۹

صاحب ناسخ التواریخ نے اس روایت کا ترجمہ فارسی میں یوں کیا ہے۔

"از علمائے شیعہ کلینی وصدوق وخبر ایشاں باسناد خود از سید بن صفوان کہ از شناختگان اصحاب رسول خدا است حدیث می کنند کہ چوں امیر المومنین علیہ السلام ایں جہاں را وداع گفت۔ مانند روزیکہ رسول خدائے صلی اللہ علیہ وآلہ ازجہاں برفت دہشت عظیم در مردم افتاد وزمین از فزع وبکا ء بلرزید مردے پیر فرتوت ہمی استرجاع کرد وہمی گفت امروز خلافت نبوت انقطاع یافت وآں حضرت پیغمبر علی نبینا وعلیہ السلام بوالیس اشک ریزاں وشتاب کناں بیامد تا بر در سرائے علی علیہ السلام بایستاد الخ ناسخ التواریخ جلد سیم از کتاب دوم ذکر ارتحال امیر المومنین ص ۲۸۴

(ترجمہ) اسید بن صفوان صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہا اس نے کہ جس دن جناب امیر المومنین علیہ السلام فوت ہوئے۔ آہ وبکاء سے زمین کانپنے لگی اور لوگ دہشت زدہ تھے جیسے کہ روز وفات حضرت رسالت مآب صلعم میں ہو گئے تھے اسوقت ایک شخص روتا ہوا آیا اور جلدی جلدی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا اور کہتا تھا کہ آج کے دن نبوت کی خلافت ختم ہو گئی۔

اصل روایت مذکورہ میں تو اس شخص کا نام نہیں ظاہر کیا گیا مگر جیسے فاضل مورخ ناسخ نے لکھا ہے علامہ قزوینی بھی صافی شرح کافی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"مراد بہ رجل الیاس یا خضر باشد × × × میگفت امروز بریدہ شد جانشینی کہ از روئے علم بہ سائل باشد یعنی بعد ازیں تا ظہور قائم جانشینی جہل و شیطنت خواہد بود" صافی کتاب الحجۃ باب مولد امیر المومنین صنہ ۱۸۰ مطبوعہ لکھنؤ

یعنی اس شخص سے مراد الیاس ہیں یا خضر اور وہ کہتے تھے کہ آج وہ خلافت قطع ہو گئی جس سے مسائل شرعیہ کا علم حاصل ہوتا تھا۔ اور اس سے مطلب یہ ہے کہ پھر ظہور حضرت مہدی علیہ السلام تک جہالت اور شیطنت کی جانشینی ہو گی۔ استغفر اللہ

(۴۷) ابن بابویہ قال حدثنا ابو الحسن محمد بن ابراھیم بن اسحاق × × × × × قال حدثنی یحییٰ بن سعید البلخی عن علی بن موسیٰ عن ابیہ عن آبائہ عن علی بن ابیطالبؑ قال بینا انا امشی مع النبیؐ فی بعض طرقات المدینۃ اذ لقینا شیخ طویل کث اللحیۃ بعید ما بین المنکبین فسلم علی النبیؐ و رحب بہ ثم التفت الیّ فقال السلام علیک یا رابع الخلفاء و رحمۃ اللہ و برکاتہ الیس کذلک ھو یا رسول اللہ فقال لہ رسول اللہؐ بلیٰ ثم مضی فقلت یا رسول اللہ ما ھذا الذی قال لی ھذا الشیخ و تصدیقک لہ قال انت کذلک والحمد للہ ان اللہ تعالیٰ قال فی کتابہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ والخلیفۃ المجعول فیھا آدم و قال عز و جل یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق و ھو الثانی و قال عز و جل حکایۃ عن موسیٰ حین قال لھارون اخلفنی فی قومی و اصلح فھو ھارون اذا استخلفہ موسیٰ فی قومہ و ھو الثالث و قال اللہ تعالیٰ و اذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر فکنت انت المبلغ عن اللہ تعالیٰ و عن رسولہ و انت وصیی و وزیری و قاضی دینی والمودی عنی و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی فانت رابع الخلفا کما سلم علیک الشیخ اولا تدری من ھو قلت لا قال ذاک اخوک الخضر علیہ السلام فاعلم دیکھو کتاب غایۃ المرام ہاشم بن سلیمان بحرانی مطبوعہ ایران مقصد اول باب ۱۲ حدیث نمبر ۱ صنہ ۱۳۸ نیز مقصد ثانی باب ۲۶ حدیث

نمبر۱ا عاشر نیز دیکھو مجمع البحرین زیر لفظ خلف نمبر۹ جلد ۴ ۱۰

(ترجمہ) محقق ابن بابویہ نے روایت کی ہے جناب علی علیہ السلام سے کہ فرمایا آپ نے کہ ہم اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ جارہے تھے۔ کہ آگے سے ایک طویل قامت گھنی داڑھی والا جس کے کندھوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا اس سے دوچار ہوئے پہلے رسول صلعم کی خدمت میں سلام اور مرحبا عرض کیا اور پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سلام ہو آپ پر اے چوتھے خلیفے اور خدا کی رحمت اور برکات ہوں پھر کہا اے رسول خدا کیا ایسا ہی نہیں رسول صلعم نے جواب میں فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ پس یہ کہکر وہ بزرگ چلے گئے میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ جو اس بزرگ نے کہا اور جس کی کہ آنحضرت نے تصدیق فرمائی۔ اسکا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم ایسے (رابع الخلفاء) ہی ہو والحمد للہ خداے تعالے نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور جو خلیفہ اس نے بنایا۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ اور پھر خدا نے فرمایا اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنا دیا پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو یہ دوسرے خلیفہ تھے اور خدا نے موسٰی کی طرف سے حکایتاً فرمایا جب کہ انھوں نے ہارون ع کو کہا کہ میری قوم میں میرے خلیفہ بنو اور اصلاح کرو۔ پس وہ ہارون تھے جب کہ قائمقام بنایا۔ انکو موسٰی نے اپنی قوم میں اور خدا نے فرمایا کہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے تمام لوگوں کو حج اکبر کے دن اطلاع دیجاتی ہے۔ پس تم تھے اسکے پہنچانے والے خدا اور اسکے رسول کی طرف سے اور تم میرے وصی اور وزیر ہو اور میرے قرضہ کے ادا کرنے والے اور میری طرف سے ادا کرنے والے اور تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسٰی کے لئے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پس تم چوتھے خلیفہ ہو جیسے کہ اس بزرگ نے سلام کرتے ہوئے تم سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ یہ کون تھے میں نے عرض کی کہ نہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ تمہارے بھائی خضر علیہ السلام تھے۔ پس جان لو۔

نوٹ۔ مطابق اس روایت کے جناب علی چوتھے خلیفہ ہونے تھے خواہ اصحاب ثلاثہ رض خلیفہ ہوتے

یا نہ ہوتے۔ مگر عالم علم لدن حضرت خضر نے آپکے لئے رابع الخلفاء ایسا لقب تجویز کیا کہ خلفائے رسول صلعم میں بھی آپ چوتھے درجہ پر خلیفہ ہوئے۔ اور اس ترتیب خلافت میں آپکی شان اور منزلت میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگئی جف القلم بما ھو کائن۔

(۵) بہ ضمن بیان اصول دین۔ دوازدہ امام علیہم السلام کی عصمت کا ذکر کرتے ہوئے خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی اپنی آخری تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقرہ چہارم تصدیق بہ دوازدہ امام خصوصاً عصمت ایشاں کہ بہ عقل و نقل ہر دو ثابت شدہ و بعید نیست قول دیگر کہ اکتفا کنیم در ایمان باعتقاد امامت و وجوب طاعت بچنانکہ از حدیث ظاہر میشود کہ جمعے از راویاں کہ در اعصار ائمہ علیہم السلام بودہ انداز شیعیان اعتقاد بہ عصمت ایشان نہ داشتہ اند بلکہ ایشاں را علمائے نیکو کار میدانستہ اند چنانکہ از رجال کشی ظاہر میشود۔ و مع ذلک ائمہ علیہم السلام حکم بایمان بلکہ بہ عدالت ایشاں میکردہ اند کتاب حق الیقین فارسی فصل ۱۹ در بیان معانی ایمان و اسلام و کفر و ارتداد است۔

ترجمہ۔ تصدیق بارہ اماموں کی خاصکر انکے معصوم ہونیکی ضروری ہے جو کہ معقول و منقول دونوں سے ثابت ہے اور دوسرا قول بھی بعید نہیں ہے۔ کہ ہم ایمان میں صرف اعتقاد امامت اور اماموں کی اطاعت کے واجب ہونے پر ہی بس کرلیں۔ جیسے کہ حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ راویوں کا ایک گروہ اماموں کے زمانہ میں ہو گزرا ہے جو عصمت ائمہ کے قائل نہ تھے بلکہ انکو علمائے نیکو کار مانتے تھے چنانچہ کتاب رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے باوجود اس اعتقاد کے ائمہ کرام انکو مومن بلکہ روایت بیان کرنے میں بھی انکو عدول فرمایا کرتے تھے۔

(۶) عن ابی جعفر علیہ السلام قال ان اللہ ارسل محمداً الی الجن و الانس وجعل من بعدہ اثنی عشر اوصیاء منہم من سبق و منہم من بقی و کل وصی جرت بہ سنۃ والاوصیاء الذین من بعد محمد علی سنۃ اوصیاء عیسیٰ وکانوا اثنی عشر وکان امیر المومنین علیہ السلام علیٰ سنۃ المسیح۔ اصول کافی کتاب الحجۃ باب ماجاء

فی کلا اثنی عشر صفحہ ۳۴۷

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا آپ نے درحقیقت محمد صلعم کو خدا نے جنوں اور انسانوں کی طرف مامور کر کے بھیجا اور آنحضرت صلعم کے بعد بارہ وصی بنائے بعض ان میں سے گزر بھی چکے ہیں اور بعض ان میں سے ابھی باقی ہیں۔ اور تمام وصی ایک خاص سنت کے نمونہ پر ہوتے ہیں تو جن اوصیا نے بعد رسول صلعم کے مقرر ہونا تھا۔ انکو اوصیائے عیسیٰ کی سنت پر کیا گیا۔ جو کہ تعداد میں بارہ تھے۔ اور خود جناب علی حضرت مسیح علیہ السلام کی سنت پر تھے۔

اسجگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب جہاد پیغمبر ہیں۔ اور قرآن میں خدا نے انکو موسیٰ علیہ السلام کا مثیل فرمایا ہے آنحضرت صلعم خود بھی اپنے آپکو مثیل موسیٰ جانتے تھے۔ چنانچہ جناب علی علیہ السلام کو فرمایا انت منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ جنگ بدر میں ابوجہل کو فرعون ھٰذہ الامۃ فرمایا۔ تفسیر صافی سورہ انفال ذکر غزوہ بدر۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپکے اوصیاء بجائے موسیٰ کے اوصیاء کے عیسیٰ علیہ السلام کے اوصیاء کی سنت پر جا کر مقرر ہوں کیا موسیٰ کا کوئی وصی نہ تھا ضرور تھا فریقین میں سے کوئی انکار نہیں کر سکتا شیعہ وسنی میں بڑا جھگڑا صرف دوازدہ امام علیہم السلام کی نوعیت امامت یا خلافت کا ہے۔ اس کا تو اس حدیث سے فیصلہ ہو گیا۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ جب دوازدہ امام عیسیٰ کے اوصیاء کو مثیل ہو گئے تو امت محمدیہ میں سے موسیٰ کے اوصیاء کی سنت پر بھی کسی کو ہونا چاہیئے تھا۔ یا نہ؟ اور پھر کوئی ہوا ہے تو وہ کون ہے؟

(۷) ا۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنی خلافت کے شروع ایام میں ذیل کا خطبہ عام لوگوں کو سنایا۔ انی کنت کارھاً للولایۃ علی امۃ محمدؐ حتی اجتمع رأیکم علی ذالک لانی سمعت رسول اللہؐ یقول ایما وال ولی الامر من بعدی اقیم علی حد الصراط ونشرت الملٰئکۃ صحیفتہ فان کان عادلا انجاہ اللہ بعدلہ وان کان جائراً انتقض بہ الصراط الخ صاحب ناسخ التواریخ نے اسکا فارسی ترجمہ حسب ذیل کیا ہے۔

"ہاں اے مردم نزد خدا مکشوف است کہ من خلیفتی ایں امت را مکروہ داشتم تا شما ہمدست و ہمداستاں شدید و ایں کار بر من افگندید۔ چہ از رسول خدائے ص شنیدم کہ فرمود ہر کس بعد از من حکومت امت بدست کند در آں سرائے بر حد صراط بایستم و فرشتگان خدائے نامہ عمل او را باز کنند تا اگر کار بعدل کردہ در گزرد و الا بروئے آتش افتد" ناسخ التواریخ جلد سیم کتاب دوم کتاب جمل مطبوعہ ایران ص۲۱

یعنی سنو اے لوگو خدا کو معلوم ہے کہ مجھکو خلافت گوارا نہ تھی مگر تم سب متفق ہو گئے۔ اور یہ کام میرے سر پر ڈالدیا (ناگوار ہونے کی) وجہ یہ ہے کہ مینے رسول خدا صلعم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی بھی امت کا فرمانروا ہے۔ اس جہاں میں پلصراط پر کھڑا ہو جاویگا۔ اور خدا کے فرشتے اسکے نامہ اعمال کو کھولکر دیکھیں گے تا کہ اگر عدل سے خلافت کی تو صراط سے گزر جائے۔ ورنہ آگ میں دھکیل دیا جائے۔

(ب) ملا باقر مجلسی نے بھی حیات القلوب میں دو تین جگہ ایسی روایات کو وصایا میں بیان کیا ہے۔ جو آنحضرت صلعم نے مرض الموت میں تمام مہاجرین و انصار کے روبرو فرمائی ہیں بخوف طوالت ایک روایت کا آخری حصہ عرض کرتا ہوں۔

"پس کسے کہ والی امرے شود در میان مسلمانان باید کہ نیکو کار انصار را بنوازد۔ و از بد کردار ایشاں عفو نماید۔ و ایں آخر مجلسے بود کہ حضرت بر منبر نشست تا آنکہ حق تعالےٰ را ملاقات کرد" حیات القلوب جلد۲ ص۶۵۲ مطبوعہ نولکشور

یعنی جو کوئی اولی الامر بنے مسلمانوں میں سے۔ اسکو لازم ہے کہ نیکوکار انصاروں پر نوازش کرے اور جو ان سے بدکردار ہوں انکو معاف کر دیا کرے اور یہ آخری مجلس تھی جس میں آنحضرت منبر پر بیٹھے اور اسکے بعد اپنے مولا کریم سے جا ملے۔

(۶) ششم۔ ورثہ انبیا و مسئلہ فدک

(۱) بروایت ابوبکر صدیق رض کہ فرمایا رسول صلعم نے نحن معاشر الانبیاء لا نرث ما ترکناہ صدقۃ

(۲) بروایت عایشہ صدیقہ رض لا نورث ما ترکناہ فھو صدقۃ" موطا امام مالک باب ما

جاء فی ترکۃ النبی مطبع مجتبائی دہلی ص۳۸۹

(۳) عن عمرو بن الحارث ۔ ماترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ درھما ولا دینارا ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلۃ البیضاء وسلاحہ وارضا جعلھا صدقۃ ۔ بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف مطبوعہ مصطفائی دہلی ص۳۸۲ نیز بخاری کتاب الوصایا باب الوصایا مطبوعہ مصر ص۷۸

(۴) بروایت صدیق ۔ انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول نحن معاشر الانبیاء لا نورث ذھبا ولا فضۃ ولا دارا ولا عقارا وانما نورث الکتب والحکمۃ والعلم والنبوۃ ناسخ التواریخ جلد۲ کتاب۲ ص۹۲

(۵) اظہار رضامندی حضرت سیدہ علیہما السلام ساتھ ابوبکر صدیق درباب معاملہ فدک اخرجہ الشیخان فی کتاب الموافقہ منقول از مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ ۵۷۳ ذکر تقسیم میراث آنحضرت صلعم۔

روایات شیعہ۔

(۱و۲و۳) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذالک ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیء منھا فقد اخذ حظا وافرا الخ اصول کافی کتاب العلم ص۱۷

اس حدیث کی شرح میں فاضل قزوینی فرماتے ہیں۔

یعنی روایتے است از امام جعفر صادق علیہ السلام گفت کہ دانایان ہر امت بعد از پیغمبر خود وارثان پیغمبر خودند بیان این آنست کہ پیغمبران بمیراث نہ گذاشتہ اند برائے امت خود زر نقرہ را وہ طلا را بلکہ آنچہ کہ بمیراث گذاشتہ اند برائے امت سخنے چند است از سخنان ایشاں مراد سخنانے است کہ در بیان احکام الٰہی است خواہ در کتاب الٰہی صریح باشد وخواہ صریح نہ شدہ باشد مثل آنچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ آنرا صریح کردہ در کتاب جامع کہ بیانش می آید در حدیث چہارم

باب بستم پس ہر کہ دانش بہم رسانیدہ بچیزے ازاں سخنان پس فراگرفتہ حصہ کاملے را از میراث چہ میراث اہل جہاں پدراں وخویشاں نسبت بہ آں سہل است الخ صافی شرح کافی کتاب العلم

بخوف طوالت خلاصہ مطلب اصل حدیث لکھا جاتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں یعنی انبیاء کرام ورثہ نہیں دیتے درہم اور دینار جیسے دوسرے دنیادار دیتے ہیں۔ بلکہ ورثہ دیتے ہیں احادیث اپنی احادیث سے اور جس نے اس سے کچھ پایا بہت کچھ پایا۔

وفی الخبر نحن معاشر الانبیاء لا نورث یقرئی بفتح واو وکسرھا قال بعضھم وحکمۃ انھم کالاباء للامۃ فما لھم لکلھم او لئلا یظن بھم الرغبۃ فی الدنیا مجمع البحرین زیر لفظ ورث صـ ۱۵۲

(ترجمہ) اور حدیث میں آیا ہے نحن معاشر الانبیاء ہم انبیاء کا گروہ ہیں۔ ہم ورثہ نہیں دیتے بعض نے کہا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ (انبیاء) اپنی امت کے لئے مانند باپوں کے ہوتے ہیں پس انکا مال سب امت کے لئے ہوتا ہے یا یہ اسلئے کہا ہے کہ انکے حق میں دنیوی رغبت کا گمان نہ ہو سکے۔ صاحب مجمع نے اس حدیث کی صحت سے انکار لکھا ہے لیکن انکا مطلب اور علت عدم توریث کی یہانتک معقول ہے کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

قرآنمجید میں دو پیغمبروں کے ورثہ کا ذکر ہے۔ اس موقعہ پر مناسب ہے کہ اسکی تشریح بھی احادیث ائمہ کرام علیہم السلام سے کیجائے۔ قرآن میں پہلے داؤد علیہ السلام کے ورثہ کو لیتے ہیں وورث داؤد سلیمان۔

اصول کافی میں امام صادق علیہم السلام سے اس ورثہ کی کیفیت یوں مروی ہے قال ابو عبد اللہ ع ان سلیمان ورث داؤد وان محمدا ورث سلیمان وانا ورثنا محمدا الخ اصول کافی کتاب الحجہ صـ ۱۳۷

یعنی سلیمان وارث ہوئے داؤد کے اور سلیمان کے وارث ہوئے محمد صلعم اور ہم (ائمہ کرام

نے ورثہ پایا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ سے دوسرا ورثہ قرآن میں زکریا اور یحییٰ کے متعلق مذکور ہے یرثنی ویرث من آل یعقوب۔

اسکے متعلق بھی اصول کافی میں امام علیہ السلام سے مروی ہے ثم مات زکریا فورثہ ابنہ یحیی الکتب والحکمۃ وھو صبیٌ صغیر اما تسمع لقولہ عزوجل یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ وآتیناہ الحکم صبیاً اصول کافی کتاب الحجۃ باب حالات الائمہ فی السن ص۲۴۲

(ترجمہ) پھر فوت ہوئے زکریا علیہ السلام اور (انکے وارث ہوئے یحیی) ورثہ میں پائی یحییٰ نے کتاب اور حکمۃ حالانکہ وہ خوردسال بچہ تھے کیا تو نے خدا کے قول کو نہیں سنا یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ الآیۃ۔ دونوں ورثوں کے متعلق اب مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ ناظرین کو خود واضح ہوگیا ہے کہ دونوں مقامات پر دنیاوی مال ودولت کا ورثہ مراد نہیں بلکہ کتاب اور علم اور حکمۃ کے ورثہ سے مراد ہے۔ وہو المراد۔

(۴) علامہ قطب الدین راوندی نے آنحضرت صلعم کے زہد کے ذکر میں روایت کیا ہے واما زھدہ فھو انہ ملک من اقصی الیمن الی عمان الی اقصی الحجاز الی نواحی العراق ثم توفی ص و علیہ دین ودرعہ مرھونۃ بطعام لاھلہ ماترک درھماً ولا دیناراً ولا شید قصراً ولا غرس نخلاً لنفسہ ولا شق نھراً۔ کتاب الخرائج والجرائح باب۱ فی الموازۃ من المعجزات۔ یعنی آپ کے زہد کی یہ کیفیت تھی۔ کہ آپ ملک یمن کے پرلے سرے سے عمان اور انتہائے ملک حجاز اور حدود عراق تک کے بادشاہ تھے لیکن جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے ذمہ قرضہ واجب الادا تھا اور آپکی زرہ کسی کے پاس گرو تھی۔ جہاں سے اپنے کنبہ والوں کے واسطے جنس خوراک لی تھی چھوڑا۔ آپ نے ایک درہم نہ ایک دینار نہ اپنی ذات کے لئے کوئی محلسرا تعمیر کرائی نہ کوئی باغ لگوایا۔ نہ کوئی نہر کھدوائی۔

(۵) فاضل ابن میثم بحرانی نے ایک روایت اپنی شرح نہج البلاغہ میں لکھی ہے جس سے صاف طور پر فدک کی کیفیت اور بالآخر رضامندی حضرت سیدہ ع ثابت ہے۔ وہو ہذا

ایک قابل توجہ روائیت

وروی انہ (ابوبکر رض) لما سمع کلامھا احمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی رسولہ ثم قال یا خیرۃ النساء وابنۃ خیر الاباء واللہ ما عدوت رای رسول اللہ ص ولا عملت الا بامرہ ص وان الرائد لا یکذب اھلہ قد خلت فابلغت واغلظت فاھجرت فغفر اللہ لنا ولک اما بعد فقد رفع الیہ رسول اللہ صلعم ورایتہ وخداہ الی علی واما ما سوی ذٰلک فانی سمعت رسول اللہ یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ذھبا ولا فضۃ ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وقد علمت بما امرنی ونصحت فقالت ان رسول اللہ قد وھبالی قال فمن یشھد بذلک فجاء علی ابن ابیطالب وام ایمن فشھدا لھا بذلک فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمٰن بن عوف فشھدا ان رسول اللہ یقسمھا فقال ابوبکر صدقت یا ابنتہ رسول اللہ ص وصدق علی وام ایمن وصدق عمر وصدق عبد الرحمٰن وذٰلک ان لک ما لابیک ص کان رسول اللہ یاخذ من فدک قوتکم ویقسم الباقی ویحمل منہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع بھا کما کان یصنع ص فرضیت بذلک واخذت العھد علیہ بہ وکان یاخذ غلتھا فیدفع الیھم منھا ما یکفیھم ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذلک الی ان ولی معویۃ فاقطع مروان ثلثھا بعد الحسن ثم خلقت لہ فی خلافتہ وتدا ولھا اولادہ الی ان انتھت الی عمر بن عبد العزیز فردھا فی خلافتہ علی اولاد فاطمۃ الخ شرح ابن میسم جزو ۵ ص ۳۰ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) روایت ہے کہ ابوبکر رض نے جب فاطمہ ع کا کلام سنا خدا کی حمد وثنا کہی اور رسول صلعم پر درود بھیجا۔ پھر عرض اے عورتوں میں سب سے بہتر اور باپوں میں سب سے بہتر باپ کی بیٹی خدا کی قسم مینے رسول اللہ صلعم کی رائے مبارک سے تجاوز نہیں کیا ہے اور نہ بجز انکے حکم کے کوئی کام کیا ہے اور بہ تحقیق سردار قوم اپنے اہل کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا مینے کہا اور پہنچا دیا۔ اور آپ ناراض ہو گئیں اور جدا ہو گئیں خدا تعالےٰ ہمکو اور آپکو بخشدے۔ اما بعد پس تحقیق رسول اللہ ص کے ہتھیار اور علم اور سواری کا جانور مینے علیؑ کو دیدئے ہیں اور ماسوا اسکے مینے رسول اللہ صلعم

سے سنا فرماتے تھے ہم انبیاء کی جماعت نے اور چاندی و زمین اور جائداد اور گھر میں کسی کو اپنا وارث نہیں چھوڑتے لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت میں چھوڑتے ہیں اور جو کچھ آنحضرت صلعم نے مجھکو حکم فرمایا تھا۔ مینے اسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی سیدہؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ (فدک) مجھکو ہبہ کر دیا تھا ابو بکرؓ نے عرض کیا اسکا گواہ کون ہے تو جناب علی اور ام ایمنؓ آئے اور اس امر میں گواہی دی پھر عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوفؓ آئے اور گواہی دی کہ رسول صلعم اسکو تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ ابو بکرؓ نے عرض کی اے دختر رسول خدا آپنے بھی سچ فرمادیا۔ اور عمرؓ اور عبد الرحمنؓ بھی سچے ہیں اور یہ اس طرح پر کہ جو آپکے والد بزرگوار کے لئے تھا وہ آپکے لئے بھی ہے رسول اللہ صلعم فدک کی آمدنی سے آپکا خوراک لیکر باقیماندہ تقسیم فرمادیا کرتے تھے اور خدا کی راہ میں اس میں سے سوار کرتے تھے اور میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اس میں اسی طرح عمل کرونگا جس طرح رسول اللہ فرمایا کرتے تھے اسپر حضرت فاطمہؓ راضی ہوگئیں اور ابو بکرؓ سے اسکا عہد کرالیا اور ابو بکر فدک کے غلہ سے جسقدر آمدنی ہوتی تھی لیکر بقدر ضرورت انکو دیدیا کرتے تھے پھر اور خلفاء بھی اسی کے مطابق کرتے تھے یہانتک کہ معاویہ متولی خلافت ہوا اسنے بعد وفات امام حسنؑ کے تیسرا حصہ مروان کو مخصوص کر دیا پھر اسکی خلافت میں یہ خالصہ ہوگیا پھر اسکی اولاد کے بعد دیگرے اسکو لیتی رہی یہانتک عمر بن عبد العزیزؓ خلیفہ ہوئے انھوں نے اپنی خلافت میں اس (فدک) کو اولاد حضرت سیدہؑ کو واپس دیدیا۔

ناسخ التواریخ میں بھی اس روایت کا ابتدائی حصہ اس مقام تک مذکور ہے جہاں حضرت فاطمہؓ نے فدک کے ہبہ ہونیکا ذکر کیا ہے اسکے بعد ابو بکر صدیقؓ نے جو منت و سماجت و عذر خواہی حضرت سیدہؑ کے راضی کرنیمیں کی ہے اسکا ذکر بکمال مبالغہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ابو بکرؓ نے عرض کیا۔ "من در تقریر این امر متفرد نہ بودم و بہوائے نفس نہ کردم بلکہ جماعتے از مسلمانان این رائے صواب شمردند اینک حال و مال من مختاری بہرچہ خواہی فرمان میکنی تو سیدہ امت محمدی واز برائے فرزندانت اصلہ طاہری فضیلت ترا دفع نمیتوان داد و رفعت ترا پست نمیتوان کرد حکم تو برآنچہ در دست من است جاری است اما در کار فدک چہ توانم کرد آیا تو روا میداری کہ من با پدر تو مخالفت کنم و فرمان اورا دیگرگون سازم" ناسخ التواریخ جلد دوم از کتاب دوم ذکر فدک ص۹۲ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) یعنی میں اس قرارداد میں تنہا نہیں ہوں اور نہ مینے اسکو اپنی خواہش نفس سے ایسا کیا ہے بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت نے اس رائے کو درست جانا ہے اور میرے حال و مال میں آپکو اختیار ہے جو آپکی مرضی ہو ارشاد فرمائیں آپ امت محمدؐ کی سردار ہیں اور اپنے فرزندوں کے لئے اصلہ طاہر آپکی فضیلت کو دور نہیں کر سکتے اور آپکی بزرگی کو پست نہیں کر سکتے آپکا حکم جو کچھ کہ میرے پاس ہے اس میں جاری ہے ص

مولوی محمد حسین بٹالوی

کا

رجوع عن التکفیر

مولوی محمد حسین بٹالوی وہ صاحب ہیں جنھوں نے سب سے پہلے خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کے لئے کفر کا فتویٰ مرتب کیا اور پھر دوسرے مولویوں سے اسپر تائید کرائی چنانچہ تھوڑی مدت گزری ہو وہ اس فتوے کی تجدید بایں الفاظ کرتے ہیں

"مرزا غلام احمد کے اعتقادات مذکورہ اور اعتقادات کفریہ نقل کر کے علماء ہندوستان پنجاب کی خدمت میں پیش کئے گئے سب نے بالاتفاق اسکو دائرہ اسلام سے خارج کیا اسکے ساتھ اسلامی معاملات مثل ملاقات اور سلام وکلام کرنے سے منع کر دیا ہے اور قریب ڈیڑھ سو علماء کی مُہریں ودستخط اس فتوے پر ثبت ہیں۔ ملخصاً ابو سعید محمد حسین بٹالوی اہلحدیث"

لیکن اس فتوی کفر کے بارے میں جو بایں جد وجہد شایع کیا گیا میرے سید و مولیٰ نے خدا تعالےٰ سے اعلام پاکر ایک پیشگوئی آج سے بیس سال پہلے شایع فرمادی تھی جو درج ذیل ہے۔

شیخ محمد حسین بٹالوی کی نسبت ایک پیشگوئی

"شیخ محمد حسین ابو سعید کی آجکل ایک نازک حالت ہے یہ شخص اس عاجز کو کافر سمجھتا ہے اور نہ صرف کافر بلکہ اسکے کفرنامہ میں کئی بزرگوں نے اس عاجز کی نسبت اکفر کا لفظ بھی استعمال کیا ہے اپنے بوڑھے استاد نذیر حسین دہلوی کو بھی اسنے اسی بلا میں ڈالدیا ہے سبحان اللہ ایک شخص اللہ جل شانہٗ اور اسکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اور پابند صوم وصلوٰۃ اور اہل قبلہ ہے صحیح اور تمام عملی باتوں میں ایک ذرہ بھی کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف نہیں اسکو میاں بٹالوی صرف اسوجہ سے کافر بلکہ اکفر اور ہمیشہ جہنم میں رہنے والا قرار دیتا ہے کہ

وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بموجب نص بیّن قرآن کریم فلمّا توفّیتنی فوت شدہ سمجھتا ہے۔ اور بموجب پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ اپنے متواتر الہامات اور قطعی نشانوں کی بنا پر اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور میاں بٹالوی بطور افترا کے یہ بھی کہتا ہے کہ گویا یہ عاجز ملائک کا منکر اور معراج نبوی کا انکاری اور نبوت کا مدعی اور معجزات کو بھی نہیں مانتا۔ سبحان اللہ کافر ٹھہرانے کے لئے اس بیچارے نے کیا کچھ افترا کئے ہیں انہیں غموں میں مر رہا ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کو تمام خلق اللہ کافر سمجھ لے بلکہ عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی کفر میں بڑھکر قرار دیوے دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اب اس شخص کا بہت ہی بُرا حال ہے اگر کسی کے منہ سے نکلجائے کہ میاں کیوں کلمہ گوؤں کو کافر بناتے ہو کچھ خدا سے ڈرو تو دیوانوں کی طرح اسکے گرد ہوجاتا ہے اور بہت سی گالیاں اس عاجز کو نکال کر کہتا ہے کہ وہ ضرور کافر اور سب کافروں سے بدتر ہے ہم اسکے خیر خواہوں سے ملتجی ہیں کہ اس نازک وقت میں ضرور اسکے حق میں دعا کریں اب کشتی اسکی ایک ایسے گرداب میں ہے جس سے جانبر ہونا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے وانی رأیت ان ھٰذا الرجل یومن بایمانی قبل موتہ ورایت کانہ ترک قول التکفیر وتاب وھٰذہٖ رویای وارجوا ان یجعلھا ربی حقا والسلام علی من اتبع الھدٰی ۔ راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۲۴ مئی ۱۸۹۳ء

عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ یہ شخص اپنے مرنے سے پہلے میرے مؤمن ہونیکو تسلیم کریگا اور میں نے دیکھا کہ اسنے گویا تکفیر کا قول چھوڑ دیا اور توبہ کرلی اور میرا یہ خواب جو ہے مجھے اپنے مولیٰ پر امید ہے کہ اسے سچ کر دکھائیگا بنظر بظاہر حالات یہ ناممکن بات معلوم ہوتی تھی لیکن اللہ تعالیٰ اپنی نہاں در نہاں حکمتوں اور عیاں بر عیاں قدرتوں کے کرشمے ہر زمانے میں دکھاتا رہتا ہے جس سے مخالفین پر اتمام حجت ہوتی ہے اور موافقین کی قوت ایمان بڑھتی ہے چنانچہ یہ پیشگوئی بھی اپنے وقت پر پوری ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذٰلک مولوی صاحب موصوف نے ایک مقدمہ کے حلفیہ بیان میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے جو نقل مطابق اصل یہ ہے۔

"ہمارے فرقہ اہلحدیث کا آغاز دوسری یا تیسری صدی ہجری سے ہوا ہے اس سے پہلے اس فرقے کا نام مسلمان تھا جیسے کہ اور فرقوں کا نام بھی مسلمان تھا پہلے کوئی اور فرقہ ہی نہ تھا سب فرقے بعد ازاں ہی شروع ہو گئے ہیں پہلے سب مسلمان کہلاتے تھے شیعہ فرقہ بھی دو سو برس ہجری کے بعد ہی بنا ہے شیعہ نام اسواسطے ہوا کہ وہ گروہ علیؑ میں سے اپنے آپکو کہتے ہیں اور شیعہ کے معنے گروہ کے ہیں شافعی فرقہ محمدؒ بن ادریس شافعی جو اپنے جد شافعی کی طرف منسوب تھا اسکی طرف اس فرقے کو منسوب کرتے ہیں۔ یہ بھی دو سو سال کے بعد ہوا ٹھیک وقت یاد نہیں کہ ان میں سے کون فرقہ پہلے ہوا غالباً شافعی سے پہلے شیعہ فرقہ ہوا تھا سب سے اول فرقہ حنفی اسکے بعد تھوڑے عرصہ میں فرقہ مالکی جو امام مالک کی طرف منسوب ہے اسکے بعد فرقہ شافعی اسکے بعد فرقہ حنبلی جو امام احمد بن محمد بن حنبل کی طرف منسوب ہی ہوا پہلے تمام اہل اسلام ایک ہی مذہب تھا۔ اور اس میں امن کا زمانہ تھا اور کوئی کشمکش انکی باہمی نہ تھی اور قریب زمانہ رسول اللہ کے سبب اور اصحاب رسول اللہ کے بعد انکے تابعین کے سبب امن تھا۔ آپس میں ایسا اختلاف نہ تھا کہ جس کے سبب ایک دوسرے کو بدکہے یا مخالفت کرے اسکے بعد جب باہمی نفسانیت ہو گئی اور اعتقاد بدعت کے پیدا ہو گئے تو لوگوں نے اپنے اپنے اماموں کی طرف سے انکو زیادہ تر محبت اور اعتقاد تھا پیرو اختیار کیا۔ اور فرقہ بندی ہو گئی یہ سب فرقے قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور یہ سب فرقے قرآن کی مانند حدیث کو بھی مانتے ہیں ایک فرقہ احمدی بھی اب تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے جب سے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعوی مسیحیت اور مہدویت کا کیا ہے۔ یہ فرقہ بھی قرآن اور حدیث کو یکساں مانتا ہے ایک فرقہ بابی یا بہائی ہے وہ شیعہ میں سے ایک فرقہ ہے وہ بھی قرآن مجید کو خدا کا کلام مانتے ہیں اور معلوم نہیں کہ وہ حدیث کو مانتے ہیں یا نہیں کسی فرقہ کا جنکا کہ ذکر اوپر ہو چکا ہے کسی فرقہ کو ہمارا فرقہ مطلقاً کافر نہیں کہتا۔"

آخری فقرہ اس بات پر شاہد عدل ہے کہ آپ احمدیہ فرقہ کو جس کے ہر فرد کے وہی عقائد ہیں جو انکے امام

علیہ السلام کے تھے مطلقاً کافر نہیں کہتے بلکہ انکو قرآن و حدیث کو ماننے والا تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہی حضور مغفور نے اپنے رؤیا میں دیکھا تھا کہ کانہ ترک قول التکفیر و تاب۔ پس جو کچھ کہ آپنے رؤیا میں دیکھا تھا وہ پورا ہوا +

ممکن ہی کہ مولوی محمد حسین صاحب اپنے بیان کے کچھ اور معنے کرلیں جو بظاہر حال نہیں ہوسکتے اسلئے فیصلہ عدالت کے الفاظ بھی نقل کر دئے جاتے ہیں دیکھو مقدمہ نمبر ۳۰۰ باجلاس لالہ دیو کی نندن صاحب منصف درجہ اوّل مقدمہ مسمات کریم بی بی بنت محمد دین لوہار بنام رحمت اللہ ولد عبد اللہ قوم لوہار ساکن نظام آباد مدعا علیہ۔ "مولوی محمد حسین صاحب گواہ مدعیہ اسلام کے حنفی ہیں اور احمدی فرقہ والوں کے نزدیک وہ کافر ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے بیان میں خود تحریر کرایا ہے۔ اور ایسے مولوی عبد الحکیم صاحب گواہ مدعیہ کے نزدیک احمدی فرقہ کے لوگ کافر ہیں۔ جو مرزا غلام احمد کے پیرو ہیں۔ حالانکہ مولوی محمد حسین گواہ کے نزدیک وہ کافر نہیں ہیں +

اربعین الاحادیث البرق طبیب روحانی مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی خصوصیات مسیح موعود
عمدۃ الاحکام ہدایات دربارہ معاملات تفسیر ترجمۃ القرآن پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء
حقیقت نماز النصح رد چکڑالوی خطبات نور حصہ اول دوئم کسر صلیب القاء ربانی
صادقوں کی روشنی فائل تشحیذ ۱۹۰۶ء تشحیذ جنوری ۱۲ء تشحیذ ماہ جولائی ۱۲ء تشحیذ اگست ۱۲ء
تشحیذ ستمبر ۱۲ء تشحیذ اکتوبر ۱۲ء تشحیذ نومبر ۱۲ء تشحیذ دسمبر ۱۲ء تشحیذ فروری ۱۳ء
تشحیذ مارچ ۱۳ء تشحیذ جون ۱۳ء تشحیذ ستمبر ۱۳ء نغمہ اکمل حصہ دوم کلام محمود ضرورت زمانہ
محمد رسول اللہ اسلام کی پہلی کتاب چولہ بابا نانک نمبر۱ چولہ بابا نانک نمبر۲ معیار حق ہسٹری آف انگلینڈ
تعلیم الاسلام بجواب تہذیب الاسلام حصہ اول حضرت اقدس کی پرانی تحریریں الاسماء الحسنیٰ الموعظۃ الحسنہ
مکتوبات احمدیہ حصہ اوّل حصہ دوئم سلک مروارید مجربات نور الدین حصہ اول دوئم حمائل شریف
تفسیر ترجمۃ القرآن پ۲۷ پ۲۸ پ۲۹ نیر اسلام حق کا پرچار بائبل کا پرچار مکاشفات البشریٰ

ریویوز

از اکبر شاہ خان نجیب آبادی

حیوۃ نور الدین

اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ دیباچہ میں لائق مؤلف نے علم التاریخ پر نہایت عمدہ ایک مضمون لکھا ہے جسکے پڑھنے سے یہ امر ثابت ہوجاتا ہے کہ اس سوانحعمری لکھنے کا وہ ہر طرح اہل تھا۔ دوسرے حصے میں وہ حالات ہیں جو حضرت مولانا نور الدین صاحب نے لکھوائے ہیں۔ میں تو اس حصے کا ہر صفحہ بلکہ بعض اوقات ہر پیراگراف پڑھکر مسیح موعود پر درود بھیجتا رہا ہوں۔ جس کی قوت قدسیہ نے ایسے جلیل القدر انسان کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ جسکی زندگی کا ہر واقعہ اپنے اندر ایک سبق اور خدا تعالےٰ کے عجیب در عجیب قدرتوں کا تاریخی ثبوت ہے۔ تیسرے حصے میں مؤلف نے چھ سات سال کی ڈائری میں سے وہ واقعات انتخاب کرکے لکھے ہیں جو قادیان میں آنے سے پہلے کی زندگی کے متعلق ہے یہ محنت بھی قابل داد ہے اور میں کہ خانصاحب کے ساتھ ہی وابستہ دامن حضور پر نور رہا گزشتہ زمانے کی صحبتوں کے تذکرے یاد کرکے اپنے اندر ایک خاص لذت پاتا ہوں۔ اور ان جواہر پاروں کے جمع و اشاعت کرنیوالوں کو دعائیں دیتا ہوں۔ اس مجموعہ میں اگرچہ واقعات کے متعلق سنین کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اور نہ واقعات کو مکمل کرنیکی کوشش کیگئی ہے لیکن جو اصل مقصد کسی کے سوانح کا ہوتا ہے وہ اس سے حاصل ہے مؤلف کا ادب ہمارے لئے ایک اسوہ حسنہ ہے کہ جو کچھ لکھایا وہ لکھ لیا اور اسے غنیمت سمجھا۔ زیادہ کی پرسش نہیں کی۔ پھر میں جانتا ہوں کہ اس کتاب کی ترتیب کن جانکاہیوں سے ہوئی ہے چھ گھنٹے کی دماغی محنت کے بعد گرمی کے دنوں میں بارہ بجے قلم دوات لیکر حاضر ہوجانا اور کھانا ظہر کے بعد جا کھانا اور جاڑے کے ایام میں گیارہ بجے اپنے فرائض متعلقہ سے فارغ ہوکر اپنی پرانی نوٹ بکوں میں سے واقعات کی تلاش اور انکا جمع کرنا حضرت عشق کے کارناموں میں سے ایک قابل رشک کارنامہ ہے حجم ۲۷۲ صفحے اگر صرف کاغذ کتابت کا حساب ہو تو قیمت عہ بہت زیادہ ہے لیکن بلحاظ ان فوائد کے جو اسکے مطالعہ سے حاصل ہوتے ہیں نرخ بالاکن کہ ارزانی ہنوز کی مصداق ہے اب آتش شوق تیز تر گردد کے اصل کی ماتحت منتظر ہیں اس حصہ کی مشتاق ہیں جو دارالامان میں گزرا۔ اور جو ایک احمدی کے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہوگا

حصہ اول میں بھی حضرت مسیح موعود کی تحریریں خلیفۃ المسیح کے بارے میں اور خود خلیفۃ المسیح کے لکھے ہوئے عقاید جمع کر دئیے ہیں تبلیغ کے لئے اور اپنے مذہب کا خلاصہ بتانے کے لئے اور پھر یہ جتانے کے لئے کہ ہمنے جس کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے وہ مسیح موعود کی نظروں میں کس پایہ کا انسان ہے نہایت مفید ہیں۔ ملنے کا پتہ **دفتر میگزین قادیان**

آیۃ الکبری فی شرح اسماء الحسنی | اس کتاب پر گزشتہ نمبر میں ریویو ہو چکا ہے مگر یہ بتا دینا ازبس ضروری ہے کہ مؤلف نے جہانتک المقصد الاسنی (امام غزالی) اور لوامع البینات (امام رازی) کا خلاصہ پیش کیا ہے وہ تو قابل قدر ہے اور جہاں خواہ مخواہ اپنے خیالات کو دخل دیا ہے غلطی کھائی ہے مثلاً صفحہ ۹۹ مسیح کے خلق طیر کا مسئلہ نبی یا ولی سے بعد الموت استمداد۔ صفحہ ۱۰۴ میں حلال و حرام کی بحث چھوڑ دی مسئلہ تقدیر بھی آپ نہیں سمجھا سکے اخیر میں کچھ تصوف پر بھی لکھا ہے جو باتیں آپ اولیاء کرام میں مانتے ہیں اسے مسیح موعود کی زبان سے کفر جانتے ہیں العجب غرض اس قسم کی فروگزاشتیں ہیں۔

النبوۃ | انجمن دار التالیف لکھنؤ کی طرف سے یہ رسالہ شائع ہوا ہے جس میں نبوت کا ثبوت معقولی طور پر دیا گیا ہے بعض دلائل انفرادی طور پر کمزور ہیں مگر مجموعی رنگ میں قوی ہو جاتے ہیں دوم اس رسالہ میں شیعہ نقطہ خیال سے بحث ہے سوم پرانے فلسفے سے کام لیا گیا ہے اور حال کے اعتراضات و خیالات و معتقدات کا چنداں لحاظ نہیں رکھا گیا۔ باوجود ان فروگزاشتوں کے میں اس سلسلۂ تالیف کو بنظر استحسان دیکھتا ہوں۔ سید سبط حسن آنریری سیکرٹری انجمن دار التالیف تھانہ وزیر گنج لکھنؤ سے منگوائیں۔

تندرستی | اس کتاب کو علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نے متعدد انگریزی کتب حفظان صحت سے مطالب اخذ کرنیکے علاوہ اپنی اعلیٰ معلومات و مفید تجربات شامل کر کے تالیف فرمایا۔ اور بحسن اہتمام مولوی سید ممتاز علی صاحب یونین سٹیم پریس لاہور میں چھپوایا ہے۔ بیماری کی تشخیص اور علاج سے بڑھکر تیمارداری اور حفظان صحت ہے اور یہ زیادہ تر مستورات

کے حسن انتظام پر موقوف ہے اس کتاب میں ہدایات حفظان صحت امراض متعدی سے حفاظت تیمارداری۔ تین باب ہیں اور ہر باب میں نہایت خوبی کے ساتھ اہم امور کے متعلق واقفیت بہم پہنچائی گئی ہے عبارت نہایت سلیس اور مطالب قابل عملدرآمد میں احمدی خواتین کے لئے نہایت زور سے اس مفید و ضروری کتاب کے متعلق سفارش کرتا ہوں اس میں بتایا گیا ہے کہ ہوا پانی۔ غذا خواب مکان۔ بادرچیخانہ۔ لباس غسلخانہ۔ ورزش۔ استراحت۔ مذہبین کو کسطرح اپنی صحت کا معاون بنا سکتے ہیں اور پلیگ کا آرا چیچک۔ ملیریا۔ موتی جھرہ پیچش کھانسی آشوب چشم سے لیکر محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور مریضوں کی تیمارداری کیونکر کیجاتی ہے مریض کی دوا کمرے کی صفائی۔ غسل ٹکور پلٹس۔ جونکیں فصد۔ روغن کی مالش انگریزی غذاؤں کے متعلق کیا قوانین ہیں ۵۲ صفحے کا حجم نہایت خوشخط بلاجلد ۸ ر مجلد ۱۳ ار ملنے کا پتہ مینیجر ظل السلطان بھوپال

ساغر خونناب ہیر و رانجھا کا قصہ پنجاب میں بہت مشہور ہے اور اکثر زمینداروں کی صحبتوں میں پڑھا جاتا ہے وارث شاہ کی ہیر زبان کے لحاظ سے قابل تعریف سمجھی جاتی ہے مگر اسکے مشکل محاورات عام طور سے سمجھے نہیں جاتے دوم جس زمانے میں وہ لکھی گئی۔ اب آجکل لوگوں کے وہ خیالات و معتقدات نہیں رہے منشی مولا بخش صاحب امرتسری نے یہ قصہ پنجابی میں نظم کیا ہے۔ چند مثالوں سے قطع نظر کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پنجابی محاورات کو خوب باندھا ہے اور بالناتھ جوگی سے رانجھا کا مکالمہ اس خوبی سے ادا کیا ہے کہ وارث شاہ اس زبان میں ادا نہیں کر سکا۔ علاوہ ازیں تذکرہ شعراء پنجاب میر کرامت اللہ صاحب کی طرف سے اردو علم تاریخ میں ایک مفید اضافہ ہے جس میں پنجاب کے بہت سے شاعروں کے حالات انکے منتخب کلام کے ساتھ دئے گئے ہیں قریباً دو سو صفحہ کی کتاب قیمت ۱۲ ار ملنے کا پتہ منشی مولا بخش صاحب ڈھاب کھٹیکاں امرتسر

پنڈت دیو رتن کا سیاہ اعمالنامہ یہ رسالہ دفتر دیو سماج لاہور کی طرف سے برائے ریویو وصول ہوا ہے پنڈت دیو رتن اس جماعت کا بڑا اعلیٰ رکن تھا مگر پھر وہ سماج سے خارج ہوا۔ اسکے وجوہات اسکی اپنی تحریر درج ہے اس رسالہ میں درج ہیں ۱۸۰ صفحے حجم ہے قیمت ۲ ر طلباء کے لئے ار پتہ دیو سماج لاہور

رقیمۃ الوداد حاجی ریاض الدین احمد صاحب لکھمہ ادھستاتا دیانند مت کھنڈن سبھا امروہہ نے سوامی دیانند کے ایک معیار پر بحث کی ہے جس کی بنا پر اسنے قرآن مجید کو غیر الہامی کتاب بتایا ہے وہی بات ویدوں میں کہا دی ہے اسپر آریہ کی طرف سے ایک جواب شائع ہوا تھا اسکا جواب الجواب بھی خوب دیا ہے مع محصولڈاک ۲؍ قیمت ہے

ایکسو پچیس برس کی جنتری یہ جنتری ۱۷۸۳ء سے ۱۹۰۷ء عیسوی تک ہے ہجری و بکرمی سمت بھی ہے ساہوکاروں کاروباری لوگوں اور مقدمہ کرنیوالوں کے لئے نہایت مفید ہے قیمت تین روپے تھی مگر آجکل ایک روپیہ پر دیجاتی ہے ۲۵۰ صفحے حجم ہے اور بڑی تقطیع ملنے کا پتہ بدر ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور

علمی جنتری ۱۹۰۷ء کی جنتری جو نہایت معلومات سے پُر ہے اور ضروری کارآمد علمی تاریخی صوفیانہ مضامین بھی درج ہیں اشیاء تجارت کا اشتہار بھی ہے ملنے کا پتہ۔ سید محمد عبد اللہ صاحب علم گھڑی والی کوٹھی کانپور

رحمانی جنتری یہ جنتری بھی علمی جنتری کی تقطیع پر مفید علمی تاریخی معلومات سے پُر ہے یہ بھی قابل دید ہر طرح مفید ہے۔ سید فضل الرحمن صاحب سوداگر کانپور

دریائی بلبل مسٹریز آف انڈیا یہ دونو ناول مشہور انڈین سیاح نے لکھے ہیں دونوں ناول اپنے قصے کے نتیجہ کے اعتبار سے مفید و دلچسپ ہیں زبان میں ہندوستانی چٹخارے نہیں مگر پلاٹ دلکش ہے اور باتوں باتوں میں بہت سے پوشیدہ راز ظاہر کر دیئے ہیں دونوں ناولوں کی رعایتی قیمت ایک روپیہ (عہ) ملنے کا پتہ مینیجر ناول ایجنسی خانکی ضلع گوجرانوالہ (پنجاب)

روغن اکسیر البدن مولوی انوار حسین صاحب شاہ آباد (ہردوئی) حضرت اقدس ع کو اسوقت سے ملنے والے ہیں جب کہ جمعہ کے دن بمشکل پانچ یا چھ آدمی اکٹھے ہوتے تھے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ کیسے سعید و رشید التقی دا خشی ہیں۔ آپنے ایک روغن ایجاد کیا ہے جو نہایت مفید ہے اسکے تین چار قطرے کھانیکے بعد استعمال کرنے سے بھوک خوب لگتی ہے اور مقوی اعضائے رئیسہ ہے ایک تولہ تین روپے چھ ماشے عہ

اطلاع مقام کی تبدیلی کے وقت دفتر میں جلد اطلاع دیں۔ — مینیجر

رسیدات زر

۱۲۲ جناب گلاب الدین صاحب ۸ر	۱۶۸۱ جناب عبدالکریم صاحب عا	جناب نصیرالدین صاحب عہ
۱۹۰ جناب جلیل احمد صاحب عا	۱۵۴۹ جناب غلام رسول صاحب عہ	۱۱۲ جناب محمد عبداللہ صاحب عہ
۱۵۸۶ جناب محمد رمضان صاحب عہ	۱۰۰ جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب عا	۱۳۵۹ جناب فتح محمد صاحب عہ
۹۹ جناب عبدالعزیز صاحب عا	۹۸۳ جناب چوہدری عبداللطیف صاحب	۹۸۲ جناب چوہدری عبداللطیف صاحب
۱۳ جناب جمال الدین صاحب عا	۱۱۴ جناب مولوی ابوالحسن صاحب عا	۳۴۳ جناب ڈاکٹر محمد الدین صاحب عا
۸۳۳ جناب محمد عثمان صاحب عا	۹۱۵ جناب چوہدری ولیداد خان صاحب عا	۱۳۴ جناب چوہدری عبدالحی صاحب عا
۳۰۲ جناب پیر محمد صاحب عا	۱۴۴۳ جناب مولوی بقا محمد صاحب ۹ر	۱۶۸۶ جناب منشی عبداللہ صاحب عا
۸۹ جناب مولوی شیر علی صاحب	۸۶ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	۹۳ جناب میاں نور محمد صاحب عا
۱۶۹۲ جناب منشی عبدالغنی صاحب عا	۸۶۵ جناب شیخ الٰہی بخش صاحب عا	۶ جناب گلاب خان صاحب عا
۸۸ جناب بابو فضل الرحمن صاحب عہ	۵۶۵ جناب مولا بخش صاحب عہ	۸۳ جناب منشی عبدالعزیز صاحب عا
۳۴ جناب بدرالدین صاحب عا	۱۶۶۶ جناب نصیرالدین صاحب عہ	

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	عہ	للعہ	عہ
نصف صفحہ	للعہ	عہ	للعہ
تہائی صفحہ	عہ		

اور ضمیمہ جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ وغیرہ ہو اسکی تقسیم کروائی ۱۲ فیصدی ہوگی اور از بہاتہ فادیان عہ علیحدہ اور اس سے زیادہ کے لئے فیصدی دو ورق پر زائد اور بالمقطع ۱۲۰۰ تعداد اشاعت جہانتک رسالہ ایک پیسہ کے ٹکٹ میں جاسکے نوٹ اشتہار کا مضمون پہلے دیکھکر منظوری دیجائیگی مینجر کو اختیار ہوگا جب چاہے کوئی اشتہار بند کر کے بقیہ قیمت واپس کرے۔ مینجر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

نمبر ۱ کافوری جنتری ۱۹۱۴ء کی مفت ڈاکٹر ایس کے برمن کا فوری جنتری ۱۹۱۴ کی دس شریف اور پڑھی لکھی آدمیو نکا نام اور پورا پتہ لکھنے پر بلاقیمت و محصول بھیجی جاتی ہے

Digitized by Khilafat Library

تندرستی کی بنیاد

خون سے انسان کی زیست ہے اسلئے خون کا صاف رکھنا ضرور ہے چند وجوہات کے باعث خون خراب ہو جاتا ہے جیسے محنت یا ایک جگہ برابر بیٹھے رہکر کام کرنا روپیہ حاصل کرنے کی فکر میں حد سے سوا ر قاعدہ کے خلاف کام کرنا۔ اس سے خون میں خرابی آتی ہے ایسے امراض کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کا آئی اوڈائڈ سالسہ نہایت مفید ثابت ہوتا ہے یہ نیا خون پیدا کرکے چہرہ کی رونق کو بڑھاتا ہے

آئی اوڈائڈز ڈ سالسہ

گرمی و گٹھیا کی وجہ سے جسم میں چکتا کا ہونا زخم ہونا درد پھوڑا پھنسی اور رنگ سیاہ یا ناطاقتی کیوجہ سے خون خراب ہو گیا ہو انکے لئے یہ سالسہ نہایت ہی مفید ہے کیونکہ اس میں پوٹاس آئی اوڈائڈ زڈ وغیرہ آزمودہ ادویات دیکر بنا ہے اسلئے کم مقدار میں زیادہ فائدہ کرنیوالا ہے اور اسکے استعمال میں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے کھانے پینے میں کسی طرح کا روک ٹوک نہیں فہرست منگاکر ملاحظہ فرمائیے

فی شیشی ۱عہ ڈاک محصول ۶؍

جس کا درد وہی جانتا دوسرا کیونکر جانسکتا ہے

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب ہو رہا ہے سردی ہٹانے کے لئے کتنے بندوبست کئے جاتے ہیں لیکن افسوس بد قسمتی سے دمہ کے مریض ناقابل برداشت دمہ سے ریزیشان ہوتے ہیں۔ اور راتدن سانس پھولنے کی وجہ سے دم نکلے جاتے ہیں اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے دیکھئے آج ان کو کسقدر تکلیف ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس لاعلاج مرض کا بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیاء او دھتورہ بھنگ بلاڈنا پوٹاس آئی اوڈائڈ دیکر بنتی ہیں اسلئے فائدہ ہوتا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا۔ دمہ کی دوا انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس سے شفا پاچکے ہیں قیمت عہ محصول ڈاک ۵؍

اس دوا کی دو خاص فوائد ہیں (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے (۲) جب کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے جاتا ہے اور جبتک ... استعمال کرینگے دورہ نہیں ہونے پاتیگا

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۔۶۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ